پیغامِ کشف المحجوب

مؤلف:
نقشبندی مجددی
پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری

23/18 نیو گرین ویو کالونی فیصل آباد فون 041-2639292

پیش لفظ

کشف المحجوب تقریبا 1000 سال پرانی ہے۔ چھ سات سو (700-600) صفحات پر مشتمل ہے۔ زبان کافی مشکل ہے۔ عام آدمی کے لئے اس کا پڑھنا، سمجھنا اور وقت نکالنا بہت مشکل ہے۔ اس کتاب سے استفادہ کے لئے ''پیغامِ کشف المحجوب'' آسان اور عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے۔ ''پیغامِ کشف المحجوب'' اصل کتاب کے حجم کا 1/10 ہے۔

امید ہے کہ عام آدمی اسے پڑھ کر شریعت اور طریقت کے اسرار سمجھنے کے قابل ہوجائے گا۔ جسے یہ حاصل ہوجائے وہ مؤلف کے لئے دعائے خیر کرے۔

قاری حضرات سے درخواست ہے کہ پیغامِ کشف المحجوب میں اگر کوئی خامی ہوتو مؤلف کو اطلاع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسے بہتر بنایا جاسکے۔

دعا گو:
ڈاکٹر علی محمد چوہدری
سابق ڈین اکنامکس فیکلٹی، جامعہ زرعیہ، فیصل آباد
041-2639292

پیغامِ کشف المحجوب

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفیق ہم وطن ابو سعید ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے سوال کرنے پر کشف المحجوب لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے استخارہ کیا (اور جب اذن الٰہی حاصل ہو گیا) تو لکھنا شروع کیا۔ نفسانی غرض سے بالا ہو کر پورے خلوصِ نیت سے کام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تھا جو بندہ نفسانی خواہشات سے بچ گیا اُس کا گھر جنت میں ہے نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیشِ نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان بھی تھا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔

اس کتاب کا لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ بشری حجابات دور کرنے کے طریقے آجائیں اور حقیقت حال سامنے آجائے انتہا اسکی یہ ہے کہ اسے مشاہدۂ حق ہو جائے یہ بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے (آمین)

بشری حجابات دو قسم کے ہیں ایک کو ''رینی'' کہتے ہیں جو کبھی نہیں اٹھتا دوسرا ''غینی'' ہے جو کوشش سے اُتر جاتا ہے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے یہ کتاب ان لوگوں کے زنگِ کدورت دور کرنے کے لئے لکھی ہے جو حجابِ غینی میں گرفتار ہیں تاکہ انہیں سیدھی راہ مل

جائے۔ ناصر اور حامی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسی پر بھروسہ کیا ہے۔

جن سوالوں کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی ہے وہ یہ ہیں:

(1) طریقت اور تصوف کے مقامات کیا ہیں؟

(2) ان کے نظریات کیا ہیں؟

(3) اہل طریقت وتصوف اللہ تعالیٰ سے محبت کیسے کرتے ہیں؟

(4) ان کے دلوں پر ربانی تجلیات کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ عام لوگ اس سے کیوں دور رہتے ہیں اور صوفیاء کرام ان سے کیسے راحت پاتے ہیں؟

(5) اس بارے میں کوئی اور اہم بات ہو تو وہ بھی بیان کریں۔

ہمارے زمانہ کے اکثر لوگ علم طریقت سے بہت دور ہیں۔ انہوں نے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے مختلف طریقے بنا رکھے ہیں۔ ان کی وجہ سے طریقت بدنام ہو رہی ہے۔ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ایسی صلاحیت پیدا کی جائے تاکہ لوگ مقصد میں کامیاب ہوں رویت الٰہی نصیب ہو (دیدار) عشق الٰہی پیدا ہو یہ ایسی دوائی ہے جو مٹی کو بھی سونا بنا دیتی ہے۔ اکثر اس سے محروم ہیں مگر دعویٰ کچھ اور کرتے ہیں اور لوگوں کو پھنساتے ہیں ''اہل طریقت ان سے چھپنے میں عافیت جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے کہ زمانہ کی قسم کہ انسان گھاٹے میں ہے'' (سورۃ العصر)۔

ایسے لوگ جمالِ کشف سے بے خبر ہیں اسرار الٰہی کی تحقیق سے بے پرواہ ہو گئے ہیں حتیٰ کہ اپنی نجات سے بھی غافل ہیں۔ وہ توحید باری سے بے علم اور جمال احدیت سے بے خبر ہیں انہیں سوائے کھانے پینے سونے اور شہوانی خواہشات کے کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔ یاد رکھو یہ بہت بڑا حجاب ہے اور یہی ہر برائی کا سرچشمہ ہے۔ اب میں (رحمۃ اللہ علیہ) تیرے سوال کی طرف آتا ہوں اہل علم وعرفان کی عبارتوں کی شرح کے ساتھ تمہیں سمجھاتا ہوں تاکہ تیرا مقصد پورا ہو۔

تحصیل علم کی فرضیت اور اہمیت

معلوم رہے کہ اہل علم ہی خدا کا خوف رکھتے ہیں۔ (قرآن)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے نیز فرمایا علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے۔ معلوم رہے کہ علم کی کوئی حد نہیں۔ زندگانی مختصر ہے تمام علوم تو حاصل نہیں ہو سکتے لیکن علم اس قدر تو سیکھو کہ شریعت پر چل سکو۔ مثلاً علم نجوم سے اتنا سیکھنا چاہیے جس سے نماز روزہ کی ادائیگی درست ہو۔ علم طب اتنا تو ہو جس سے ایام عدت جان سکو۔ علم حساب اتنا تو ہو کہ میراث وغیرہ کی تقسیم کر سکو۔ بے فائدہ علم سیکھنے سے بچنا چاہیے۔

یاد رکھیں علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے علم اور عمل لازم وملزوم ہیں ایک دوسرے کے بغیر بے کار ہیں لوگ تو کہہ دیتے ہیں کہ علم تو قال ہے ہم تو حال کی حقیقت تک پہنچے ہوئے ہیں ۔ یہ جہالت ہے علم کے بغیر حال کا پتہ نہیں چلتا علم کے بغیر ربانی لطائف واسرار کو کیسے جانا جاسکتا ہے۔

علم کی اقسام

معلوم ہو کہ علم الٰہی دو قسم کے ہیں ایک علم الٰہی اور دوسرا مخلوق کا علم ہے۔علم الٰہی بہت وسیع ہے مخلوق کا علم تھوڑا اور محدود ہے۔

سب سے بڑا علم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے یہ علم آنے سے ہر برائی ختم ہوسکتی ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا مجھے چار باتوں کا علم ہوا جس سے میں تمام علوم سے بے پرواہ ہوگیا ہوں وہ علم یہ ہیں۔

(1) میں نے جان لیا ہے کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے اس لئے زیادہ رزق حاصل کرنے سے بے نیاز ہوگیا ہوں۔

(2) میں نے جان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر حق ہے اُسے کوئی دوسرا ادا نہیں کرسکتا اس لئے میں حق ادا کرنے کی کوشش کررہا ہوں۔

(3) میں نے جان لیا ہے کہ میرا کوئی طالب ہے یعنی موت اس سے میں

بھاگ نہیں سکتا موت کے بعد والے وقت میں کامیاب ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔

(4) میں نے جان لیا ہے کہ میرا کوئی مالک ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) جو مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے میں اس سے شرم کرتا ہوں اور نافرمانی نہیں کرتا۔

فرض علوم

ہر شخص پر لازم ہے کہ احکام الٰہی اور معرفت ربانی کے علم حاصل کرے۔علم کے دو حصے ہیں ایک کا نام علم اصول ہے دوسرا علم فرع (ظاہر و باطن) علم اصول میں اللہ تعالیٰ کو ماننا اور رسالت کا اقرار کرنا ہے۔ ظاہر علم اصول میں حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ ظاہر علم فرع لوگوں سے حسن سلوک ہے اور باطن علم فرع میں نیت کا درست کرنا ہے دونوں علم لازم و ملزوم ہیں اس لئے کہ ظاہر حال بغیر باطنی درستگی کے منافقت ہے اسی طرح بغیر باطنی درستگی کے ظاہری درستگی بے دینی ہے۔

علم حقیقت کے ارکان

علم حقیقت یعنی باطن علم اصول کے تین رکن ہیں:

(1) اللہ ایک ہے اور اس جیسا کوئی نہیں۔

(2) صفات باری تعالیٰ اور اس کے احکام کا علم۔

(3) تقدیر الٰہی کا علم اور اس کی حقیقت کا علم۔

علم شریعت کے ارکان

(1) قرآن مجید (2) سنت رسول ﷺ (3) اجماعِ اُمت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے جان لیا اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے اور یہ کہ میں اسی کا نبی ﷺ ہوں اُس پر دوزخ حرام ہے۔(مفہوم)

اللہ تعالیٰ کے بارے میں صحیح عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔یعنی ہر شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ موجود اپنی ذات میں قدیم بے حد و بے حدود ہے۔اس کا کوئی مکان اور جہت نہیں اس کی ذات میں نہ کوئی تبدیلی ہے، نہ کوئی آفت آسکتی ہے۔کوئی اس کے مانند نہیں، نہ اس کی بیوی بچے ہیں نہ وہ کسی کا باپ ہے سب کا وہی خالق ہے وہی باقی ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا علم تین قسم کے ہیں۔

(1) علمِ معرفت الٰہی

(2) علمِ شریعت

(3) علم درجاتِ اولیاء

معرفت الٰہی شریعت کے بغیر ممکن نہیں اور شریعت اولیاء کے درجات کے علم کے بغیر درست نہیں۔

فرمایا گیا ہے کہ علم بغیر زہد کے بے ایمانی ہے اور علم فقہ کے بغیر تقویٰ فسق ہے۔

فرمایا گیا ہے کہ تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے بچو۔

(1) غافل علماء

(2) بناوٹی فقراء

(3) غافل صوفیاء

غافل علماء تو وہ ہیں جن کا دین بس دنیا ہے شریعت میں آسانی چاہتے ہیں امیروں کے دروازوں پر پڑے رہتے ہیں۔ لوگوں میں اپنی عزت کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ خود پسند ہوتے ہیں پہلے بزرگوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں حسد کرنا ان کا مذہب ہے۔

بناوٹی فقراء اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے کام کرتے ہیں خواہ وہ حق کے خلاف ہی ہو لوگوں میں عزت پانے کے کام کرتے ہیں کرامات دکھانے کے بڑے شوقین ہوتے ہیں اکثر یہ جادو اور استدراج ہوتا ہے۔

جاہل صوفیاء وہ ہیں جن کا نہ تو کوئی مرشد ہوا اور نہ ہی کسی بزرگ سے علم حاصل کیا ہو۔ خود پسند ہوتے ہیں بزرگوں کے سے کپڑے پہننے

کے شوقین ہوتے ہیں (حالانکہ وہ ان جیسے نہیں ہوتے) ظاہری طور پر وہ بزرگی دکھاتے ہیں۔

علم پر عمل کرنا بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے علم میں کمال حاصل کرے مگر وہ سمجھے کہ میں کچھ نہیں جانتا ورنہ تکبر سے مارا جائیگا۔

علم حاصل کرنے کی کوشش کرے ورنہ خطرہ ہے کہ کہیں شرک میں نہ گرے۔ علم بجز عاجزی کے کچھ نہیں شائد اس طرح وہ علم کی تہہ تک پہنچ پائے۔

فقر و درویشی

راہ حق میں درویشی کا بڑا مرتبہ ہے قرآن مجید میں کئی جگہ ان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ درویش ہمہ وقت یادالٰہی میں مشغول رہتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمایا کرتے یا اللہ مجھے مسکینی زندگی عطا فرما۔ اسی میں وفات دے اور مسکینوں کے گروہ میں اُٹھانا۔

فقیر اور درویش اللہ کے محبوب ہیں اس جہاں میں بھی اور اگلے جہاں میں بھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درویشوں پر نظر عنائت رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہری اسباب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ پہ توکل کرتے

ہیں ان کی شان یہ ہے کہ اگر مال ہوتو اس کو راہِ خدا میں دے کر اختیاری فقر اختیار کرتے ہیں۔ فقر غریبی نہیں وہ حرص سے پاک ہوتے ہیں وہ گناہوں سے دور رہتے ہیں نیکی کرنے میں رغبت رکھتے ہیں۔ اُن کا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے مشاہدہ حق اُن کی منزل ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقیر اچھا کہ غنی

اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھے وہی بہتر ہے فقیر ہو تو صبر کرے غنی ہو تو شکر ادا کرے۔ اسی میں خیر ہے فقیر غفلت سے بچے اصل غنی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ فقیر اللہ کی ذات سے غنی ہوتا ہے۔ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے کہ فقیر کے پاس مال ہو ما سویٰ اللہ سے دل کو فارغ رکھنے کا نام فقر ہے حریص نہ ہو یاد رہے فقیر کو بغیر مشاہدہ حق کے کچھ نہیں چاہیے۔

تصوف

صوفی لوگ زمین پر اخلاق اور انکساری سے چلتے ہیں جاہل لوگوں سے بچتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صوفیاء کی بات سنو اور مانو غافلوں میں نہ ہوں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صوفی اون کا لباس پہنتے ہیں وہ صف اول

میں نماز پڑھتے ہیں ہر حال میں ظاہر و باطن کی صفائی رکھتے ہیں۔ ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہیں کہ مشاہدہ حق ہی ان کی منزل ہے صوفی ہونا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سیکھو۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی بہت پریشان ہوئے اور کہتے اگر کسی نے کہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں میں اس کو قتل کر دونگا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور سب کو مخاطب کر کے فرمایا جس کی تم عبادت کرتے ہو (یعنی اللہ تعالیٰ) وہ تو زندہ ہے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہو گئے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پانے سے دین سے مت پھرو ہر حال میں بقا تو اللہ تعالیٰ کو ہے اسی کے ہو کے رہو۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و تعظیم دل میں رکھو جس کے لئے قرآن مجید میں احکامات ہیں۔

صفاء باطن کے لئے کچھ اصول اور فرع ہیں اصل اصول یہ ہے دل کو غیر سے خالی کر دے اور فرع یہ ہے کہ مکر وفریب سے بھرپور دنیا کو دل سے خالی کر دے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوسری شان یہ ہے کہ مال کمایا سارا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر عرض کیا گھر میں

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چھوڑ کے آیا ہوں۔ جب بندہ دنیا کی غرض سے پاک ہوجاتا ہے وہ پاک وصاف ہوجاتا ہے اور صوفی کہلانے کا حق دار ہوجاتا ہے وہ حق تعالیٰ کی صفت کے ساتھ باقی ہوتے ہیں۔

بشری حالت میں رہ کر کدورت (یعنی دغا، فریب، حرص، تکبر) سے نجات ممکن نہیں بے شک مجاہدہ وریاضت کرے کدورت تو اس عقیدہ سے دور ہوتی ہے کہ اپنی نفی کرے اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اسے محبوب جانے اس کی صفت میں رنگا جائے محبت الٰہی اور توحید الٰہی اصل بات ہے محبت ایسی چیز ہے جس سے ماسوائے محبوب کے سب جل جاتے ہیں بندہ اپنی تعریف وتوصیف مٹادے دنیا سے تعلق ختم کرے رب کو پہنچانے جب اس کے لئے سونا چاندی اور مٹی برابر ہوجائیں تو اس نے منزل پالی صوفی بن گیا دنیا سے بے تعلق ہوکر رب کو پہچاننے سے ہی کام بنتا ہے اس کی نظر جنت و دوزخ تک چلی جاتی ہے۔صوفی ہمیشہ حضورِ رب میں مستغرق ہوکر غیر سے بری ہوجائے وہ صوفی ہے۔صوفی (اولیاء اللہ) کا ادراک مشکل ہے اللہ تعالیٰ انہیں پوشیدہ رکھتا ہے۔

تصوف کے ماننے والوں کی تین قسمیں ہیں

(1) صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کرے یعنی اپنی خواہشات کو فنا کرکے

حقیقت (رب تعالیٰ سے) مل جائے (عقیدہ کے لحاظ سے نہ کہ ذات حق سے حلول)۔

(2) دوسرے وہ ہیں جو ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے حقیقتِ حق کو طلب کرتے (خلوص کے ساتھ) ہیں۔

(3) تیسرے وہ جو دنیاوی عزت و مال کی خاطر خود کو صوفی بنائے ہوئے ہیں وہ بھیڑے کی مانند ہیں جو اس کے قابو آ گیا وہ بھی تباہ ہو گا وہ مردار کے طلب گار ہوتے ہیں وہ نقال ہوتے ہیں۔ ظاہر کچھ باطن کچھ اخلاص نہیں۔

صوفیائے کرام کی صفتیں

ان کا ظاہر باطن ایک ہوتا ہے وہ کوئی بات ایسی نہیں کہتے جو ان میں نہ ہو فضول باتیں نہیں کرتے۔ وہ حق کے ساتھ بقا پاتے ہیں اس کے لئے ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہیں جیسے روزہ رکھنا بندے کی صفت اور اس کی جزا اللہ تعالیٰ ہے صفا لذت کو چھوڑنا ہے اس کا انعام مشاہدہ ہے۔ ماسوائے اللہ سے کنارہ کر لیتے ہیں نفس کا حکم نہیں مانتے اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے رکھتے ہیں یہ فنائے کل ہے۔ تصوف سراپا حقیقت ہے خلق سے دور رہنا ہے اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھنا ہے۔

دنیا سے منہ پھیرنے کا نام تصوف ہے اللہ تعالیٰ سے لو لگانا ہے۔

پاکیزہ اخلاق کا نام تصوف ہے اللہ کی قضاء وقدر پہ راضی رہے اور لوگوں کے ساتھ نیک ہو صوفی کبھی اللہ تعالیٰ سے غفلت نہیں کرتا صوفی وہ ہے جو دونوں جہاں میں بجز ذاتِ الٰہی کے کچھ نہ دیکھے (خود کو بھی نہ دیکھے)۔

تصوف کی بنیاد آٹھ حصوں پر ہے یعنی سخاوت رضا صبر اشارہ غربت گڈری سیاحت اور فقر یہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی صفتیں ہیں۔ فقر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسند ہے۔ کائنات کے خزانوں کی چابیاں پاس ہونے کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری یہ خواہش کہ ایک روز کھانا کھاؤں اور دو دن فاقہ کروں۔

صوفیاء کرام ریاضت ومجاہدہ کرتے ہیں لیکن اسے توفیق الٰہی سمجھتے ہیں انہیں مشاہدہ حق کا سبب نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ پر ہے کہ کس کو مشاہدہ کرائے۔ یہ بندے کی محنت سے نہیں۔

صوفی کی بشریت کامل طور پر فنا ہو جاتی ہے اس کی نسبت سب سے ٹوٹ جاتی ہے اللہ تعالیٰ خود صوفی کو سنوارتا ہے اس کے ظاہر کو بھی اور اس کے باطن کو بھی۔ تصوف سراسر ادب ہے۔ ہر حال اور ہر مقام کے

لئے ادب ہیں۔صوفی اس کا خیال رکھتا ہے۔

فرمایا گیا تصوف رسم وعلم کا نام نہیں بلکہ اخلاق کا نام ہے اگر تصوف رسم سے حاصل ہوتا تو ریاضت ومجاہدہ سے مل جاتا اگر علم سے ہوتا تو ہر عالم صوفی ہوتا ایسا نہیں بلکہ صوفی کے اخلاق اللہ تعالیٰ سے بنتے ہیں اُسی سے عطا ہوتے ہیں۔

تصوف کے تین خصوصیت خصائل ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ کے حکم کو بغیر ریا کے ادا کرے۔

(2) بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، برابر والوں سے انصاف کرے حسن سلوک کرے۔

(3) نفس اور شیطان کی پیروی نہ کرے۔

صوفی حضرات کپڑوں کو پہنے رکھتے ہیں حتیٰ کہ اس میں کئی کئی پیوند لگاتے گڈری پہنتے ہیں ادنیٰ لباس پہنتے تھے۔ جو ایسا دکھاوے کے لئے کرتے ہیں وہ تصوف کو بدنام کرتے ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

اصل چیز تو خلوص نیت ہے اگر نیت ٹھیک ہے بے شک لباس اچھا پہنے۔ اگر دکھاوا ہے تو گڈری اور اون کا لباس بھی بے کار ہے۔ تزکیہ نفس اور باطنی صفائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے ورنہ اون تو جانوروں کا لباس

ہے۔

ایک بزرگ سے پوچھا گیا درویشی کے لئے کم از کم کونسی چیز درکار ہے فرمایا گڈری پہنے۔ اس میں پیوند لگا تا جائے دوسری یہ کہ سچی بات سننا پسند ہو تیسری یہ کہ تکبر نہ کرے۔ گڈری میں پیوند لگائے دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ عاجزی کے لئے کچھ مرید گڈری پہنے زمینداروں سے گندم کے دانے مانگ رہے تھے پوچھا گیا یہ کیوں مانگ رہے ہیں فرمایا گیا کہ ان کے مرشد کو لالچ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مرید ہوں تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ مال جمع کر کے لائیں۔

فقر و صفوت میں فرق

فقر (غریبی) صفوت (امیری) میں صرف لفظی فرق ہے دونوں کا اصل دنیا سے دور رہنے کا نام ہے۔ اِسی طرح فقر و مسکینی میں زیادہ فرق نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا فقر میرا فخر ہے اور مسکین رہنا میری دعا ہے۔

ملامتی طبقہ

ملامتی طبقہ ہے۔ جب بھی کوئی حق کی بات کرتا ہے اس کی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔

؎ ستیزہ کار رہا ہے ازل تا امروز
نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرارِ بو لہبی

ازل سے آج تک نور مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ابولہب کی آگ کا شعلہ مقابلہ کرتا آرہا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اعلانِ نبوت کیا تو صادق و امین کہنے والے انہیں کاہن، شاعر، مجنوں، کاذب (اللہ معاف فرمائے) کہنے لگے اس نفرت کا وبال ملامت کرنے والے پر ہے بزرگ پر نہیں۔لیکن کچھ بزرگ جان بوجھ کر ملامت کا موقع دیتے ہیں یہ لوگوں کے لئے زہر قاتل ہے۔کیوں کہ اولیاء اللہ سے جو عداوت کرے اللہ تعالیٰ اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہے۔مثال کے طور پر عرض ہے ایک بہت بڑے بزرگ کہیں سے آرہے تھے۔استقبال کے لئے لوگ جمع ہو گئے ان کے نعرے لگانے لگے رمضان شریف کا مہینہ تھا دن کا وقت تھا۔بزرگ وار نے محسوس کیا کہ نفس موٹا ہو رہا ہے۔جھٹ سے روٹی نکالی اور لوگوں کے سامنے کھانے لگ گئے لوگ متنفر ہو گئے چھوڑ کر چلے گئے۔ملامت کرنے لگے شائد بزرگوار کا تو کوئی نقصان نہ ہو متنفر ہونے والے ملامت کرنے والے تو مارے گئے۔بزرگ اگر انہیں اپنے پاس آنے دیتے شائد کئی

لوگوں کا بھلا ہوتا۔ راہِ راست پر آجاتے۔ ایسی ملامت کروانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کئی بزرگوں نے لوگوں کو اپنے پاس بلانے کے لئے لنگر جاری کئے بلانے کا مقصد ان کی اصلاح ہوتی ہے اپنی کوئی غرض نہیں ہوتی۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ملامت کی خواہش عین ریا ہے جو کہ نفاق ہے بزرگوں کو اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے خواہ لوگ ملامت کریں یا عزت کریں۔

اگر بزرگ کی کسی ملامتی حرکت کے بغیر لوگ ملامت کرتے ہیں تو بزرگ کے درجات بلند ہوتے ہیں کئی مشکلات حل ہوجاتی ہیں جیسے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملامت کرنے سے ان کی مشکلیں حل ہوئیں۔ اپنی بزرگی سے لوگوں کو فائدہ اُٹھانے دیں ورنہ بزرگی کا کیا فائدہ۔ اگر تجھے راہِ راست کا پتہ لگ گیا ہے تو لوگوں کو بھی اس راہ پر لے آئیں۔ یہ کمال ہے یہ صدقہ جاریہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو ایک لفظ کی سمجھ آگئی ہے اسے دوسروں کو بتانا چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اہل طریقت کے مشائخ عظام

ان کا مرتبہ انبیا کرام علیہم السلام کے بعد ہے وہ مہاجرین اور انصار کے

اور ہمارے بھی پیشوا ہیں۔

(1) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

وہ دنیا کے سردار صاحبان خلوت کے شہنشاہ دنیا کی آفتوں سے پاک ہیں آپ کی کرامتیں اور بزرگیاں مشہور ہیں۔آپ تلاوت قرآن نماز میں نرم اور آہستہ آواز میں کرتے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچی آواز میں کرتے وجہ پوچھنے پر فرمایا جس (رب) کو میں نے سنانا ہے وہ خوب سنتا ہے کیونکہ وہ مجھ سے دور نہیں یہ صاحبِ مشاہدہ ہیں۔

جب سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اونچی آواز کیوں؟ فرمایا میں سوتے ہوئے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں یہ صاحبِ مجاہدہ کی علامت ہے۔مشاہدہ کا مقام مجاہدہ سے بہت بلند جتنا قطرہ اور دریا میں فرق ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تم ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو۔ہم لوگ تو کسی کھاتہ میں نہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا گھر (دنیا) فانی ہے۔احوال عاری (ادھار) ہیں سانس گنتی کے ہیں۔لہٰذا اس گھر میں دل لگانا وقت ضائع کرنا ہے۔یہ نقصان کا سودا ہے۔جب فانی چیز سے دل لگاؤ گے اللہ تعالیٰ سے حجاب یعنی دور ہو جاؤ گے۔دنیا میں جو کام کرو

اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کر و ورنہ فضول کام ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ دنیا کو میرے لئے کشادہ کردے لیکن اس میں مبتلا نہ کرنا۔ مال ملے شکر کروں سارا مال تیری راہ میں خرچ کروں اور اپنا رخ تیری طرف رکھوں۔ اس طرح مقام شکر بھی ملے مقام صبر بھی حاصل ہو۔تا کہ فقر میں پریشان نہ ہو یہ اختیاری فقر ہے۔طریقت میں تمام مشائخ کا یہی مذہب ہے۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کبھی امارات کی خواہش نہیں کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے امام عام ہیں اور طریقت میں تمام صوفیاء کے امام خاص ہیں۔

اضطراری فقر (غریبی والا) امیروں کے در پر جانا پڑتا ہے۔ ہمہ وقت روٹی کی فکر لگی رہتی ہے۔

(2) حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

آپ بھی طریقت میں امام ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق عمر کی زبان پر بولتا ہے۔میری امت میں محدث ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بُروں کی ہم نشینی سے گوشہ نشینی میں راحت ہے۔لوگوں سے تعلق دو طرح کا ہے ایک تو یہ ہے لوگوں میں رہے مگر دل کو ان سے جدا رکھے

دوسرا یہ کہ ان سے بالکل الگ ہو جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ لوگوں کے درمیان رہنا اور دل کو جدا رکھنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ بہت بلند مرتبہ ہے سیدھا راستہ ہے انبیا کرام علیہم السلام کا راستہ ہے۔صوفیاء کرام دین میں سختی اختیار کرنے میں آپ کی پیروی کرتے ہیں اس لئے آپ سارے جہاں کے امام ہیں۔

(3) حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی خاطر تلوار اٹھانے سے منع فرمایا اللہ کی رضا پر راضی رہے۔مصیبت میں اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں سب لوگوں کے امام ہیں یہ سنت ابراہیم علیہ السلام ہے۔آگ نمرود میں ڈالنے سے پہلے جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ حکم دیں میں بہت کچھ کرسکتا ہوں آپ نے فرمایا میرا رب سب جانتا ہے میرا اس پر بھروسہ ہے وہ کارساز ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مال کماتے صحیح طریقہ سے زکوٰۃ، صدقہ دیتے باقی مال راہِ حق میں خرچ کرتے اس وجہ سے صوفیاء کرام جو مال خرچ کرتے ہیں اور بلا میں تسلیم و رضا سے کام لیتے ہیں اور عبادت میں اخلاص برتتے ہیں یہ سب انہیں کی اقتداء میں ہے۔آپ رضی اللہ عنہ شریعت طریقت میں امام برحق ہیں۔

(4) حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ:

طریقت میں آپ کی شان عظیم ہے ۔اصول حقائق کی تشریح و تعبیر میں آپ کو کمال حاصل تھا۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اصول و بلا میں ہمارے پیشوا ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ سے کسی نے وصیت کی فرمائش کی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے اہل وعیال میں گم نہ ہوجاؤ اگر وہ اولیاء اللہ ہیں اللہ انہیں ضائع نہیں کریگا اگر دشمن خدا ہیں تو اس کے دشمنوں سے تجھے کیا سروکار۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔انہوں نے اپنی بیوی کو در دِ زہ میں چھوڑ کر اللہ کی رضا اختیار کی ۔اِسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیوی کو ویرانے میں چھوڑ آئے اللہ کی رضا کے لیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا سب سے اچھا کام کونسا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کو تونگر بنانا۔جو اللہ کا ہوتا ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں رہتی طریقت میں آپکی اقتداء لازم ہے۔

ائمہ طریقت از اہل بیت اطہار

(1) سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ نے وصیت فرمائی ’’تم اسرار ربانی کی حفاظت میں محکم رہنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے''۔مطلب یہ ہے کہ غیروں کی طرف متوجہ نہ ہوفرقہ قدریہ اور معتزلہ کے عقائد کے خلاف آپ نے فرمایا جو شخص نیک و بد تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے جو اپنے گناہوں کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ کو ٹھہراتا ہے وہ بے ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شتر بے مہار نہیں چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے نہ جبراً اطاعت کراتا ہے نہ جبراً گناہ۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے راہ ہدایت بنا دی ہے لہٰذا جس کے کرنے کا حکم دیا ہے اسے کرو۔ اور جس سے بچنے کا حکم دیا ہے اس سے بچو جو جیسا کریگا ویسی جزا یا سزا پائے گا۔

ایک دیہاتی آیا آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دیں آپ نے اسے انعام سے نوازا وہ کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں طریقت میں وہ تحمل بردباری، درگزر کرنے والے سب کے امام ہیں۔

(2) حضرت سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ:

تمام اہل طریقت آپ کے حال کی درستگی پر متفق ہیں۔ وہ حق کے محافظ ہیں حتیٰ کہ جان قربان کر دی آپ نے فرمایا تمہارے لئے سب سے زیادہ مہربان تمہارا دین ہے۔ اس لئے نجات اس کی پیروی میں ہے

اور ہلاکت اس کی مخالفت میں ہے بڑے سخی تھے۔فرمایا ہم نے دنیاوی ضرورتوں کو چھوڑ کر اپنی راحتوں کو فنا کر دیا ہے۔(دین پر ان کا بڑا احسان ہے)

؎ قتل حسین رضی اللہ عنہ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مزید فرمایا گیا ہے کہ:

؎ شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حُسین دین پناہ است حسین
سرداد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالہ ہست حسین

آپ کے کردار نے ثابت کیا کہ بُرے حاکم کی بیعت نہ کرو ورنہ دین وملک تباہ ہوجائیگا۔جیسے ہمارا دین اور ملک تباہو رہا ہے۔(مترجم)

(3) حضرت سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ:

آپ بڑے زاہد اور عبادت گزار تھے آپ سے پوچھا گیا دنیاو آخرت میں سب سے نیک بخت کون ہے۔آپ نے فرمایا وہ شخص جب راضی ہوتو اس کی رضا اسے باطل پر آمادہ نہ کرے اور جب ناراض ہوتو

اس کی ناراضگی اسے حق سے بھٹکنے نہ دے۔

(4) حضرت امام ابوجعفر محمد باقر صادق رضی اللہ عنہما:

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تجھے حق تعالیٰ کے مطالعہ سے غافل کرے وہی تیرا دشمن ہے۔تو اے طالب حق! اب تمہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کون سی چیز حجاب بن رہی ہے جو معرفت الٰہی میں مانع ہے اور یاد خدا سے تمہیں غافل بنا رہی ہے اسے ترک کردو تاکہ مکاشفہ ربانی حاصل ہو اور کوئی حجاب درمیان میں حائل نہ رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ مناجات کرتے اے خدا تو دیکھنے سننے والا ہر فریاد قبول کرنے والا ہے۔تو کسی کو محروم نہیں رکھتا حشر میں بوقت حساب مجھ پر کرم کرنا۔

(5) امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہما:

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے اللہ کی معرفت حاصل ہوگئی وہ ماسوائے اللہ سے کنارہ کش ہوگیا اس لئے کہ جو شخص خدا سے واصل ہو جاتا ہے اس کے دل میں غیر کی کوئی قدر نہیں رہتی۔

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ توبہ کے بغیر عبادت صحیح نہیں ہوتی۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت سے مقدم فرمایا چنانچہ اللہ

فرماتا ہے ’’توبہ کرنے والے ہی عبادت کرنے والے ہوتے ہیں‘‘۔ کیونکہ توبہ مقامات کی ابتدا بھی ہے اور اس کی انتہا بھی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ سے کسی نے نصیحت کے لئے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کیا نصیحت کرنے والا ہوں۔ میں خود ڈرتا ہوں حشر کے دن میرے نانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں میری گرفت نہ فرمائیں کہ تم نے میری اتباع کا حق ادا نہ کیا۔ (یہ تو سادات کا حال ہے ہم کس گنتی وشمار میں ہیں) اتباع کے بغیر چارہ نہیں آپ نے فرمایا اپنے عیبوں پر نگاہ رکھو ورنہ تکبر سے مر جاؤ گے اہل طریقت کا یہی دستور ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں 70 بار استغفار کرتے۔

اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمہ وقت مصروف عبادت رہتی تھی انہوں نے کسبِ معاش سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ان پر توجہ خاص رکھا کریں ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش خبری دی تھی کہ تم جنت میں میرے ساتھ ہونگے۔

طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی افضیلت

ان کا زمانہ سب زمانوں سے ہر لحاظ سے افضل تھا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی۔ وہ تمام عیبوں سے پاک تھے۔

وہ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں (صراط مستقیم انہیں کے قدموں کے نشان سے بنتی ہے)۔

طبقہ تابعین کے ائمہ طریقت کا تذکرہ

(1) حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور اکرم کے زمانہ حیات میں زندہ تھے مگر غلبہ حال دوسرے اپنی امی کی خدمت کی وجہ سے زیارت شریف نہ کر سکے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علاقہ قرن میں اویس نامی مردِ خدا ہے جس کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کے بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری اُمت جنت میں داخل ہوگی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے ملے تو دعا کے خواستگار ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام اور امت کے لیے دعا کے لیے کہا آپ نے دعا فرمائی۔ لوگ ان کی عظمت کو جان گئے۔ ان کے پاس آنے لگے۔ وہ علاقہ چھوڑ کر کہیں اور

چلے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہید ہوئے ۔حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ وحدت میں سلامتی ہے۔یعنی جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں گم ہے وہ لوگوں میں رہتے ہوئے بھی علیحدہ ہوتا ہے اور جس کا دل یادالٰہی سے خالی ہے ان کا علیحدہ رہنا بھی بے فائدہ ہے۔

(2) حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ:

آپ نے بڑی جستجو کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پایا اور سلام کیا انہوں نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام اے بن حبان آپ نے پوچھا آپ نے مجھے کیسے پہچانا اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری روح نے تمہاری روح کو پہچان لیا۔

آپ اس حدیث کا بہت ذکر کرتے کہ اعمال کی بنیاد نیت پر ہے۔لوگوں کو نصیحت کرتے کہ دل کو غیر خدا کی فکر میں مبتلا نہ کرو یہ تباہی ہے۔

(3) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ:

آپ ائمہ طریقت میں سے ہیں۔

آپ نے نصیحت فرمائی صبر دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو مصیبت پر اور دوسرا جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا انہیں نہ کرنا۔

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کے دیئے پر قناعت کرو حرص سے بچ جاؤ گے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اس کی رضا کے لیے نہ کہ جنت حاصل کرنے یا دوزخ سے بچنے کے لیے یعنی خلوص پیدا کرو۔

آپ نے فرمایا کہ بدوں کی صحبت سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بدوں کی صحبت نیکوں سے بدگمانی پیدا کرتی ہے۔ مثلاً کوئی آدمی جب جعلی صوفیاء کے پاس بیٹھے گا وہ حلال وحرام کی تمیز کے بغیر کھاتے پیتے ہونگے یا تو وہ ان میں گم ہو کر ان کا سا بن کر ان جیسا ہو جائیگا اور تباہ ہو جائیگا۔ یا ان سے نفرت پیدا ہو جائے گی وہ اصلی اور نقلی صوفیوں کو ایک سا سمجھ کر تصوف سے ہی نفرت کرنے لگے گا یہ بھی تباہی ہے۔

(4) حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ:

آپ ائمہ طریقت میں سے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں اے مردِ مسلمان اپنی تھوڑی سی دنیا پر جو تجھے دین کی سلامتی کے ساتھ حاصل ہوئی ہے اس پر قناعت کر۔ بعض دفعہ مال کی زیادتی کی حرص دین سے دور لے جاتی ہے محبوبانِ خدا کو جو مال حاصل ہے اس پہ قناعت کرتے ہیں اللہ کی رضا پیشِ نظر رہنی چاہیے۔

کسی نے آپ سے پوچھا مجھے ایسا حلال بتایئے جس میں حرام کا شائبہ نہ ہو اور ایسا حرام بتائے جس میں حلال کا شائبہ نہ ہو اور آپ نے فرمایا ذکر الٰہی ایسا حلال ہے جس میں حرام کا شائبہ نہیں اور غیر اللہ کا ذکر ایسا حرام ہے جس میں حلال کا شائبہ نہیں کیونکہ ذکر الٰہی میں نجات ہے اور ذکر غیر میں ہلاکت ہے۔

طبقہ تبع تابعین کے ائمہ طریقت اور دیگر متقدمین

(1) حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی ائمہ طریقت میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز نہ پڑھی کیونکہ آپ کا تلفظ ٹھیک نہیں تھا۔ رات کو سوئے تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا پوچھا یا اللہ کیا مجھے تیری رضا حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ رضا ملنے لگی تھی لیکن تم نے حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نماز نہ پڑھ کر ضائع کر دی۔ تو نے تلفظ کو دیکھا مگر ان کی سچی نیت کو نہ دیکھا۔ اصل چیز صحتِ نیت ہوتی ہے۔ تلفظ سے فرق نہیں پڑتا۔

ایک بار حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پولیس کی گرفتاری سے بچنے کے لیے

حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جا چھپے پولیس آ گئی حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا حسن بصری کہاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اندر خانقاہ میں ہیں پولیس نے اندر دیکھا مگر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نظر نہ آئے۔ ایسا تین بار ہوا۔ پولیس نا کام ہو کر واپس چلی گئی۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیسے بچا ہوں۔ فرمایا میرے سچ کی وجہ سے اگر جھوٹ بولتا تو آپ بھی پکڑے جاتے میں بھی رسوا ہوتا۔

آپ سے پوچھا گیا رضا الٰہی کس چیز میں ہے۔ فرمایا ایسے دل میں جہاں نفاق نہ ہو۔

(2) حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے امام ہیں۔ آپ صاحب کرامت تھے آپ ایک رات ایک رقص کی محفل میں شامل ہوئے۔ جب لوگ سو گئے آپ جاگ رہے تھے غیب سے آواز آئی اے مالک توبہ میں کیوں دیر کرتے ہو۔ آپ توبہ تائب ہوئے اور حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئے راہ طریقت میں ترقی کی۔

ایک بار آپ کشتی میں جا رہے تھے۔ وہاں کسی کا موتی گم ہو گیا آپ پر الزام لگا آپ نے دریا کی مچھلیوں کو آواز دی کہ موتی لاؤ کئی

مچھلیاں موتی لے کر حاضر ہوگئی آپ نے ایک موتی اس کو دے دیا اور خود پانی پر چلتے دریا سے پار ہوئے۔

آپ فرمایا کرتے اخلاص پیدا کرو۔عمل کے لیے خلوص ایسا ہے جیسے جسم کے لیے روح ورنہ جسم بھی مردہ اور عمل بھی بے کار خواہ ہزاروں سال عمل کرے۔

(3) حضرت حبیب بن اسلم راعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے امام ہیں ۔آپ کے پیش نظر یہ حدیث پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہتی کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے افضل ہے۔

آپ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک صاحب نے دیکھا بکریوں کی حفاظت تو بھیڑیا کرر ہا ہے اور آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ پوچھا حضرت یہ کیسے؟ فرمایا اس لیے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے خاص ربط ہے۔ یہ سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کی وجہ سے ہے انہیں جب بھی پیاس لگتی پتھر کے نیچے پیالہ رکھتے پتھر سے پانی دودھ یا شہد نکلتا آپ پی لیتے۔آپ نے فرمایا دل کو حرص سے پاک رکھو اور پیٹ کو حرام کھانے سے بچاؤ لوگ ایسا نہ کر کے ہی تباہ ہوتے ہیں۔

(4) حضرت ابوحازم مدنی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے امام ہیں۔آپ سے پوچھا گیا آپ کی پونجی (مال) کیا ہے۔فرمایا اللہ کی رضا اور لوگوں سے بے نیازی۔ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ سو رہے تھے جب بیدار ہوئے فرمایا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے پیغام دیا ہے حج کرنے نہ جاؤ بلکہ ماں کی خدمت کرو اسے خوش رکھو۔

(5) حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں آپ فرماتے کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نظر نہ آیا ہو یہ مقام مشاہدہ ہے۔تصویر کو دیکھ کر مصور ہی نظر آنا چاہیے فعل سے فاعل (اللہ) پر نظر رہنی چاہے۔

اس سے مراد اللہ کو دیکھنا نہیں بلکہ اس کی قدرت کو دیکھنا ہے۔

(6) امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

آپ طریقت اور شریعت کے امام ہیں۔آپ کو ایک خواب آئی اس کی تعبیر میں کسی بزرگ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اور سنت مبارک کی حفاظت اور اشاعت میں بلند درجہ پائیں گے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کرائی اور فرمایا

گوشہ نشینی ختم کرو میری سنت کو زندہ کرو۔

خلیفہ وقت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنانا چاہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کیا وجہ پوچھی گئی تو فرمایا میں اس کے اہل نہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو قاضی بننے کے اہل نہ ہوا اگر جھوٹ ہے تو جھوٹا قاضی نہیں ہوسکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے خلیفہ صاحب سے نجات پائی۔

ایک مدعی علم وامامت نے کہا کہ گدڑی پہننا بدعت ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اس کا حرام ہونا کہاں لکھا ہے۔ اس نے کہا لکھا تو نہیں فرمایا تو پھر یہ مباح ہوئی۔ بدعت کیسے بن گئی؟

ایک بزرگ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی عرض کیا حشر کے دن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں تلاش کروں فرمایا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم میں یا ان کے جھنڈے کے پاس حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اہل سنت و جماعت کے چار اماموں میں سے انتخاب کرنا تھا اس کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر گئے وہاں جھاڑو دیئے وہاں نیند آئی خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی دیکھا انہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک ہستی کو گود میں لیا ہوا ہے۔ جس کے پاؤں بھی زمین پر نہ تھے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں مبارک کو بوسہ دیا

اور حیرت میں تھے کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطنی حالت کو جانتے ہوئے فرمایا یہ تیرا اور تیرے شہر کا امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ امام صاحب کلی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قائم تھے۔ اس لئے ان میں غلطی کا شائبہ نہ ہوگا۔

ایک بزرگ نے علم پڑھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا اب کیا کروں؟ فرمایا اب علم پر عمل کرو۔ ورنہ علم بے کار ہوگا اور عمل بغیر علم کے بے فائدہ یہی طریقت کا سنہری اصول ہے۔

(7) حضرت عبداللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ کافی ساری کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ صاحب کرامت تھے۔

شروع میں آپ ایک لونڈی کے عشق اور اس کے نظارہ میں ساری رات اس کے مکان کے باہر کھڑے رہے رات کا پتہ نہ چلا کہ گزر گئی شرم آئی اے مبارک کے بیٹے ایک عورت کے لیے تو رات بھر گزار دی لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک منٹ بھی کھڑا ہونا دشوار لگتا ہے۔ توبہ کی اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ ریاضت مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔

آپ فرماتے ہیں اگر اللہ کو جانتے اور مانتے ہوتو اسی سے ڈرو بھی۔اس کے حکم پر چلو۔ ورنہ صرف مجاہدہ تو مشقت ہی مشقت ہے۔ جیسے بے دین لوگ کرتے ہیں اور کچھ بھی نہیں پاتے۔

آپ فرماتے ہیں اللہ کے دوست بے قرار رہتے ہیں۔ جب مشاہدہ حق نہیں ہوتا وہ اس کے لیے بے قرار ہوتے ہیں جب مشاہدہ ہو جائے تو مزید ادراک اور قرب کے لیے تڑپتے رہتے ہیں۔

(8) حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے امام اور واصلین حق کے سردار ہیں۔

شروع میں ڈاکے ڈالتے تھے۔لیکن حق کے لیے بے قرار رہتے۔آپ سے بچنے کے لیے ایک تاجر نے بجائے حفاظتی دستہ کے ایک قاری لے کر روانہ ہوئے۔وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا۔جب قافلہ فضیل کے اڈہ کے قریب پہنچا تو قاری یہ آیت مبارکہ پڑھ رہا تھا جس کا مطلب تھا۔ ''یعنی کیا ابھی تک مومنوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر الٰہی اور حق کی طرف آئیں''۔ یہ سنتے ہی آپ پر خشیت الٰہی کا غلبہ ہوا اور توبہ کرلی لوگوں کے مال واپس کیے بزرگوں کے پاس بیٹھنا شروع کر دیا۔

آپ فرماتے تھے جسے اللہ کی معرفت حاصل ہوگئی اس کی

عبادت میں لگ گیا جیسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ ریاضت اور عبادت کرتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ تو بخشے ہوئے ہیں بلکہ صاحبِ شفاعت ہیں اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اللہ تعالیٰ تو مجھے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بشارت دے اور میں بندگی نہ کروں۔ جب بندہ خواہشات اور گناہوں میں پھنسا ہوتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ سے بیگانہ ہوتا ہے، دور ہوتا ہے۔

خلیفہ وقت جب مکہ مکرمہ گئے تو بزرگوں سے ملنے کی خواہش کی ۔ انہیں کئی بزرگوں کے پاس لے جایا گیا۔ جب ان سے پوچھا کوئی قرضہ آپ پر ہو تو بتائیں۔ ان بندوں نے کہا ہاں قرضہ ہے خلیفہ صاحب نے ان کو رقم دے دی لیکن مطمئن نہ ہوئے۔آخر انہیں فضیل رحمۃ اللہ علیہ کے پیش لایا گیا۔ ملنے کے بعد پوچھا کوئی قرض ہے آپ نے فرمایا ہاں اللہ کا قرض ہے کہ اس کی عبادت کروں لیکن وہ مجھ سے پوری طرح ادا نہیں ہو رہی اس میں اے امیر آپ کچھ نہیں کر سکتے۔فرمایا نہیں لوگوں کا قرض۔فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی شکائت کروں کہ اس نے مجھے غریب رکھا ہوا ہے۔ وہ میرا کفیل ہے۔ مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا۔

جب وصیت کے لیے کہا گیا تو فرمایا حکومت اچھی طرح سے کرو۔ ورنہ قیامت کے دن بادشاہوں کی گرفت ہونی ہے کہ لوگوں کے حق کیوں ادا نہ کئے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ امیری (حکومت) قیامت کے دن بجز ندامت و شرمندگی کے سوا اور کچھ نہیں۔

(9) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ ریاضت و مشقت اور طریقہ ملامت کو پسند کرتے۔

لوگ انہیں پہچانتے نہ تھے۔ جب فوت ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو خواب میں بتایا کہ میں ذولنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لیے آیا ہوں جب آپ فوت ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر لکھا تھا یہ اللہ کا محبوب ہے۔ اللہ کی محبت میں فوت ہوا یہ خدا کا شہید ہے لوگ یہ دیکھ کر توبہ تائب ہوئے ان کے مرتبہ سے واقف ہوئے۔ آپ فرماتے تھے کہ خشیت الٰہی (اللہ سے ڈرنا) سے عارف ہر لمحہ رب کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ اس کا درجہ بڑھتا جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں صدق یہ ہے کہ اسباب پر نہیں مسبّب الاسباب (یعنی اللہ تعالیٰ) پہ نظر رکھے۔

کچھ لڑکے غل غپاڑہ کرتے آ رہے تھے ان کے پاس گانے بجانے کے اوزار بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا ان کے لیے بددعا کریں آپ نے دعا کی یا اللہ جیسے یہ لوگ اس دنیا میں خوش ہیں اگلے جہاں میں بھی خوش ہوں۔ وہ لڑکے رونے لگے اوزار توڑ دیئے توبہ کی اور نیک بن گئے۔ پوچھا گیا یہ کیسے ہوا۔ فرمایا اگلے جہاں کی خوشی تو توبہ میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ جب کفار زیادتی کرتے تو آپ بھی دعا کرتے کہ خدایا میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ نادان ہیں (مجھے پہچانتے نہیں)۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک بوڑھی عورت آ رہی تھی پوچھا مائی کہاں سے آ رہی ہو؟ کہنے لگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوچھا کہاں جا رہی ہو؟ کہا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ ایک دینار دیا اس نے نہ لیا پوچھا پھر روزی کا کیا بہانہ ہے کہنے لگی جس کی عبادت کرتی ہوں وہی میرا کفیل ہے مجھے تیرے اس دینار کی ضرورت نہیں جو تو مجھے دینا چاہتا ہے۔

(10) حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ خضر علیہ السلام کے

مرید تھے جنہوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے ملک کے حاکم تھے۔ ہرن کے شکار کے لیے گئے ہرن نے آپ سے فرمایا اے ابراہیم کیا آپ اس کام کے لیے پیدا کئے گئے ہیں۔یہی آپ کی توبہ کا سبب بنی۔امیری چھوڑ کر طریقت کا راستہ اختیار کیا

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کر کے لوگوں کو ایک طرف چھوڑ دو۔یعنی اللہ تعالیٰ سے صحبت اس صورت ممکن ہے۔ جب اخلاص کے ساتھ اس کی اطاعت کی جائے۔اطاعت میں اخلاص اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اللہ سے خلوص کے ساتھ محبت ہو محبت میں اخلاص اس وقت ہے جب خواہشات چھوڑ دے۔

آپ فرماتے ظاہری اور باطنی استقامت دو چیزوں پر ہے ایک علم دوسرا عمل۔علم یہ ہے نیک و بد تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔عمل یہ کہ اللہ کے احکامات مانتے جائیں۔لوگوں سے دور رہنا یہ ہے کہ خود سے دور رہے یعنی اپنی سفلی خواہشات چھوڑ دے تکبر نہ کرے رب کی رضا مدِ نظر ہو۔

فرماتے ہیں ایک دفعہ جنگل میں ریاضت کے لیے جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک بوڑھے صاحب ملے کہنے لگے کچھ توشہ بھی ہے؟ بھوکے مر

جاؤ گے میں سمجھ گیا یہ شیطان ہے جو رقم پاس تھی وہ بھی پھینک دی چار سال بیاباں میں رہا۔ ہر وقت اللہ مجھے روزی دیتا رہا۔ بغیر کسی مشقت کے۔

(11) حضرت بشر بن حافی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ نشہ کی حالت میں آ رہے تھے راستہ میں ایک پرزہ ملا جس پر ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے اُٹھا کر خوشبو لگائی اور اونچی جگہ پر رکھا۔ رات اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بشر! تم نے میرے نام کا ادب کیا ہے میں تمہارے نام کی خوشبو دنیا و آخرت میں پھیلا دونگا۔ یہی آپ کی توبہ کا سبب بنی۔ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی اور بڑا نام پایا۔ آپ زمین پر ننگے پاؤں چلتے پوچھنے پر وجہ بتائی یہ زمین اللہ تعالیٰ کا فرش ہے میں نہیں چاہتا کہ زمین اور میرے پاؤں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو (جوتے کو بھی حجاب جانا)۔

آپ فرماتے جو چاہتا ہے کہ دنیا میں اس کی عزت ہو اسے تین باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ایک یہ کہ کسی سے اپنی حاجت بیان نہ کرے، دوسری یہ کہ کسی کو بُرا نہ کہے، اور تیسری کسی کی دعوت قبول نہ کرے (اگر کرے تو یہ سمجھے کہ جو دعوت میں دیا جا رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

سے ہے)۔

(12) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں آپ کی شان صوفیاء میں ایسے ہے جیسے فرشتوں میں جبرائیل علیہ السلام کی ہے۔آپ شریعت کے بغیر ایک قدم بھی نہ اُٹھاتے اس کی نصیحت کرتے آپ فرماتے ہیں کہ علم پر عمل کرنا سب سے مشکل کام ہے۔آپ فرماتے ہیں توحید میں اختلاف زہر ہے۔جنت سے محبت کی بجائے اللہ سے محبت رکھو ورنہ مخلوق میں پھنس جاؤ گے۔

آپ فرماتے کہ بندہ مرید حق ہو(اللہ کی مانے) یا مراد حق ہو (اسے اللہ چاہیے) دونوں حالتوں میں ہستی تو قائم ہے محبتِ الٰہی میں گم ہونا چاہیے۔اللہ جیسے چاہے رکھے۔

آپ ایک بار خانہ کعبہ گئے صرف کعبہ دیکھا کہا یہ تو پتھر ہے مجھے صاحب کعبہ چاہیے۔دوسری بار گئے خانہ کعبہ بھی دیکھا صاحب کعبہ بھی دیکھا تیسری بار گئے تو صرف صاحب کعبہ کو دیکھا ۔ آواز آئی اے بسطامی! جب تم نے اپنے آپ کو نہ دیکھا اور سارے عالم کو دیکھا تو مشرک نہ ہوئے لیکن جب سارے عالم کو نہ دیکھا اپنے آپ کو دیکھا تو

مشرک ہو گئے ۔توبہ کی اور اپنے کو دیکھنا چھوڑ دیا جو ہوں اللہ سے ہوں ورنہ تکبر میں پھنسا ہے۔

(13) حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں ۔تصوف میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں آپ فرماتے ہیں علم عمل سے بہتر ہے علم کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے صرف عمل سے اسے نہیں پا سکتے ۔ ورنہ بد مذہب بھی مجاہدہ سے مشاہدہ تک پہنچے جاتے ۔ایک درویش سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خدا کے ہو کے رہو ورنہ خود نہ رہو۔یعنی اپنی خواہشات فنا کر کے اللہ تعالیٰ کو پا لو، ورنہ ہلاکت ۔

(14) حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی طریقت کے اماموں میں ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر گوشہ نشین رہتے ہر جاہ و مرتبہ سے بے نیاز رہتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فرزند اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو دنیا کو چھوڑ دے اگر بزرگی چاہتا ہے تو آخرت کے انعامات کو دل سے نکال دے یعنی خالص اللہ کی رضا کے لئے عمل کر۔

(15) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں ہیں۔کافی لوگ آپ کے مرید تھے۔

آپ فرماتے ہیں مشاہدہ میں بلانہیں ہوتی مصیبت کا احساس تک نہیں ہوتا مگر حجاب میں نعمت بھی مصیبت ہوتی ہے نعمت کی زیادتی کی وجہ سے ہی لوگ گناہ کرتے ہیں۔

(16) حضرت شفیق بن ابراہیم ازدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبرداروں کی موت کو بھی زندگی قرار دی ہے اور نافرمانوں کی زندگی کو مردہ قرار دیا ہے۔

توبہ آخری ہچکی تک بھی کارآمد ہے۔

قحط پڑ گیا لوگ بہت پریشان تھے۔بازار میں ایک ملازم ہنسی خوشی سے پھر رہا تھا۔آپ نے پوچھا خوشی کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا میرا مالک بہت امیر ہے مجھے کچھ فکر نہیں۔آپ نے عرض کیا یا اللہ تُو تو ملکوں کا مالک ہے تُو سب کا رازق ہے۔میں تیری غلامی میں آتا ہوں۔اس کے بعد رزق سے بے نیاز ہو گئے۔بہتر روزی ملتی رہی حالانکہ آپ دنیا سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔فرمایا کرتے میں اس غلام کا غلام ہوں جس نے

مجھے سیدھی راہ بتائی (یہ انکساری سے فرماتے)۔

(17) حضرت عبدالرحمن عطیہ درانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں آپ مجاہدہ بہت کرتے۔آپ فرماتے ہیں زیادہ امیدیں نہ رکھواور وقت کو ضائع نہ کرو۔ غفلت ان کی وجہ سے آتی ہے۔

آپ فرماتے خلوت وجلوت (علیحدگی اور لوگوں میں ہونا) میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو۔ورنہ منافقت ہوگی عارف باللہ کو اگر لوگ دیکھیں تو اس کی عزت میں فرق نہ پڑے۔ اگر وہ اپنی عزت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے مگر جب وہ اپنی عزت کا خواہش مند ہے اور اسے اپنی کوشش کا سبب سمجھے۔خواہ وہ خلوت میں ہو ہلاک ہوجائیگا۔

(18) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ پہلے غیر مسلم تھے بعد میں مسلمان ہوئے۔آپ فرماتے ''مردانِ باخدا کی تین نشانیاں ہیں ہر لحظہ وفا کرے یعنی عمل کرے۔بغیر طمع کے تعریف کرے اور بغیر مانگے دے۔یعنی ہر لحظہ اللہ کا حکم مانے اور گناہ کو اپنے اوپر حرام کرے۔ بلاوجہ تعریف نہ کرے اگر وہ تعریف کا حق دار ہو تو تعریف کرے ورنہ

نہیں۔ مال ہوتو اللہ کی راہ میں خرچ کرے ۔ضرورت مند خود تلاش کرے۔اسے سوال کی ذلت سے بچائے۔

(19) حضرت حاتم بن اصم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں ۔آپکی بکثرت تصانیف ہیں آپ کا ارشاد ہے۔

تین قسم کی شہوتیں یعنی نفسانی خواہشات ہیں ایک شہوت کھانے کی دوسری شہوت گفتگو کی ہے تیسری شہوت آنکھ کی ہے۔ لہٰذا ان کی حفاظت اس طرح کروکہ اپنے رزق کے لیے اللہ پر بھروسہ کرو۔ زبان سے سچ بولواور آنکھ سے عبرت حاصل کرو۔

(20) حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ پہلے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ پھر امام محمد بن حسن کی صحبت میں رہے۔ آپ کی طبیعت ہمیشہ گوشہ نشینی کی طرف مائل رہی۔ طریقت کے حقائق خوب جانتے تھے۔ لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے انہیں میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے آپ فرماتے ''جب تم ایسے عالم کو دیکھو جو رخصت وتاویل (دین میں آسانی) کا متلاشی رہتا ہے تو تم اس سے کچھ

بھی حاصل نہ کرسکو گے‘‘ یعنی عالم کو محنت عزیمت اختیار کرنا چاہیے یعنی باہمت ہونا چاہیے۔

(21) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شریعت اور طریقت کے اماموں میں سے ہیں حافظ حدیث تھے آپ پر بڑی بڑی سختیاں کی گئیں کہ آپ قران کو مخلوق مانیں۔آپ نے انکار کیا۔اسی اذیت کے درمیان آپ کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے آپ کا ازار بند کھل گیا۔غیب سے ہاتھ آئے انہوں نے ازار بند باندھ دیا لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔اسی اذیت سے وفات پائی۔آپ فرماتے اخلاص یہ ہے کہ عمل ایسا ہو جو ریا سے خالی ہو۔آپ نے فرمایا توکل یہ ہے کہ روزی دینے میں اللہ پر مکمل بھروسہ ہو۔رضا یہ ہے کہ تمام کاموں کو خدا کے حوالہ کرنا اور راضی برضا رہنا۔

(22) حضرت احمد بن ابی الجواری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ فرماتے دنیا مُردار ہے اس کے طالب کُتے ہیں۔کُتے تو کچھ کھا کر دور چلے جاتے ہیں لیکن دنیا دار اس سے سیر نہیں ہوتے۔برابر حرام کھاتے جاتے ہیں آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے لیے کوئی دلیل نہیں بس مان جاؤ کہ اللہ

تعالیٰ ہے۔

(23) حضرت احمد بن خضرویہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ فرماتے کہ راہ ظاہر حق آشکار اور نگہبان خوب سننے والا ہے۔اب عمل نہ کرنا سراسر گھاٹا ہے۔وہ اپنی بیوی کے ساتھ حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے جاتے بیوی کہتی مجھے ان سے اللہ تعالیٰ ملتے ہیں ایک دن جناب بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بیوی سے کہا کہ تیری مہندی کتنی اچھی ہے اٹھ کر چلے گئے کہا جسے عورتوں کی مہندی نظر آتی ہے اس وقت اس کی نظر سے اللہ تعالیٰ دور ہوجاتے ہیں۔لوگوں سے نہ کہتے پھرو کہ میں درویش ہوں ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے۔درویشی اللہ کی نعمت ہے اُسے چھپاؤ۔

(24) حضرت عسکر بن حسین نخشبی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں ۔آپ فرماتے کہ درویش کی غذا وہی ہے جو مل جائے اس کا لباس وہی ہے جس سے سر پوشی ہو جائے اس کا مکان وہی ہے جہاں ٹھہرے۔اس سے زیادہ کی خواہش ہی مصیبت میں ڈالتی ہے۔تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ درویش کی غذا وجد ہے۔اس کا لباس تقویٰ ہے اس کا مسکن غیب ہے۔

(25) حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ کسی حالت میں اللہ سے غافل نہ رہے نہ گناہوں کے قریب گئے آپ فرماتے کہ ایمان خوف وامید کے درمیان ہے آپ تونگری کو مفلسی سے اچھا جانتے تھے۔

(26) حضرت عمر بن سالم حدادی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔کسی نے کہا کہ جوانمردی یہ ہے کہ بندہ نہ اپنے عمل کو دیکھے نہ اُسے اپنی طرف سے جانے۔(سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا جانے) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جوانمردی یہ ہے کہ سب سے انصاف کرے کسی سے انصاف کی امید نہ رکھے(انصاف (نیکی) اللہ تعالیٰ کے لیے کرے)۔

آپ ایک لونڈی کے عاشق ہوئے بہت کوشش کی لیکن کام نہ بنا آخر ایک جادوگر کے پاس گئے اور جادو کرنے کے لیے کہا جادوگر کہنے لگا میرے جادو میں صرف اس وجہ سے اثر ہوگا اگر تو 40 دن کوئی نیک کام نہ کرے۔نماز نہ پڑھے۔آپ مان گئے۔لیکن 40 دن کے بعد بھی کام نہ بنا۔جادوگر کہنے لگا تو نے ضرور کوئی نیک کام کیا ہے۔فرمایا صرف کیا یہ ہے کہ ایک دن راستے سے پتھر ہٹا دیا تھا کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔جادوگر

نے کہا اس وجہ سے تیرا کام نہیں بنا۔ آپ نے فرمایا جو اللہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی ضائع نہیں کرتا۔ کیوں نہ اس سے ہی واسطہ رکھا جائے اس کا ہو کے رہے۔ یہ آپ کی توبہ کا سبب بنی۔ جادوگر جو یہودی تھا وہ بھی مسلمان ہوگیا۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید سن رہے تھے۔ آپ پر وجد طاری ہوگیا۔ اسی وجد میں لوہے کی گرم سلاخ کو پکڑ لیا۔ کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ معلوم ہوا جب اللہ سے لو لگ جاتی ہے اسے دنیا کی تکلیف کچھ نہیں کہتی۔

فرمایا وہی کام کرو جو اللہ تعالیٰ سے عطا ہو۔ اپنی ہنرمندی پر بھروسہ نہ کرو۔ اگر مرید ہزار برس قبول حق کی کوشش کرے یہ ممکن نہیں کہ حق ملے۔ جب اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایک لمحہ میں کام بن جائے۔ عالم اسباب کو چھوڑ کر مسبب الاسباب (اللہ تعالیٰ سے) لو لگاؤ۔

(27) حضرت حمدون بن احمد بن قصار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ ملامتی گروہ سے تعلق تھا۔ آپ فرماتے وعظ اس وقت اثر کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جائے نہ کہ اپنی عزت بڑھانے کے لیے (یا پیسے لینے کے لئے)

(28) حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو کسی خاص کام یا حال کے لئے بنایا ہے۔ اگر کوئی نیک ہے تو شکر کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ نہ کہ میری کوشش۔ فرماتے کہ مشاہدہ حق مجاہدہ سے بہتر ہے۔ یہ بھی عطاء الٰہی سے ہوتا ہے نہ کہ کوشش سے۔

جو اپنے آپ کے عارف ہوتے ہیں (یعنی اپنی فنا کو جان گئے) وہ عبادت زیادہ کرتے ہیں جو اللہ کے عارف ہو گئے وہ مشاہدہ میں ہوتے ہیں عبادت سے زیادہ شکر کرتے ہیں۔ کہ اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی۔ عرفان الٰہی عطا سے ہوتا ہے۔ کسی عمل کا اس میں دخل نہیں۔

مجاہدہ والے امیر ہو کر بھی غریب ہوتے ہیں مشاہدہ والے غریب ہو کر بھی امیر ہوتے ہیں کیونکہ ان کا تعلق کائنات کے مالک کے ساتھ ہوتا ہے۔

(29) حضرت احمد بن عاصم انطارکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں ممدوح اولیاء ہیں۔

آپ نے فرمایا سب سے مفید درویشی یہ ہے تم صاحب جمال بن کر اور

اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ یعنی سبب چھوڑ کر رب تعالیٰ پر نگاہ ہو۔ سبب سے دوری امیری ہے اور سبب کی محتاجی حقیقی مفلسی ہے۔

(30) حضرت ابو عبداللہ بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ

''جو شخص اپنی زندگی کو سکون قلب کے ساتھ گزارنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ دل میں طمع کو جگہ نہ دے''۔

طمع ہی ہر برائی کی جڑ ہے۔

ایمان والے کو حق سے محبت ہوتی ہے ماسویٰ اللہ سے نفرت ہوتی ہے۔

(31) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ:

تمام اہل طریقت آپ کی امامت پر اتفاق رکھتے ہیں آپ کے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا مرید (جنید رحمۃ اللہ علیہ) مجھ سے بہتر ہے (اس سے کچھ تو بڑائی آنی تھی)۔ پیر صاحب نے اور دیگر لوگوں نے بھی آپ (جنید رحمۃ اللہ علیہ) کو نصیحت کرنے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے یہ کام نہ کیا ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی خواب میں جنید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ لوگوں کو نصیحت کیا کرو۔ صبح پیر صاحب نے فرمایا اب تو تو نصیحت کریگا۔ اس وقت

پتہ چلا کہ پیر تو مرید سے بہت بلند ہوتا ہے۔ پیر مرید کے ہر حال سے واقف ہوتا ہے۔ مرید پیر کے حال سے واقف نہیں ہوتا۔

ایک بار حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے شیطان سے ملنے کی خواہش کی۔ وہ مل گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں غیر خدا کو کیسے سجدہ کرتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے غیب سے آواز آئی اس جھوٹے سے کہو کہ اللہ کے حکم کو کیوں نہ مانا۔ شیطان چیخیں مارتا ہوا بھاگ نکلا۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اللہ کو اس طرح شیطان کے شر سے بچاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو یہ زعم ہوا وہ اپنے پیر سے اعلیٰ درجہ کا ہے۔ وہ تجربہ کرنے کے لئے آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے حال سے باخبر ہوئے۔ فرمایا تو میرا تجربہ کرنے آیا ہے۔ وہ شرمندہ ہوگیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ولائت سے معزول کر دیا۔ اس کا منہ کالا ہوگیا۔ یقین کی راحت اس کے دل سے چلی گئی۔ اس نے توبہ کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معاف فرما دیا اس نے مشائخ کی بدگمانی رکھنے سے توبہ کی۔

(32) حضرت ابوالحسن احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ صوفیاء کے بارہ مقبول گروہ

میں ایک گروہ بنام نوری کے امیر ہیں نوری طریق کی دائمی مجاہدہ اور ترک مداہنت خصوصیات ہے آپ فرماتے کہ حق کے ساتھ جمع ہو جاؤ اور غیر سے جدا ہو جاؤ۔ اپنے آپ کو رضا الٰہی کے حوالہ کردو۔ مالک (یعنی اللہ تعالیٰ) کو دیکھو اور نیک (چیزوں) سے منہ موڑ و چین میں رہے گا۔

(33) حضرت سعید بن اسمٰعیل حیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں کئی بزرگوں کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جسے اپنی معرفت سے معزز فرمائے۔ اسے چاہیے کہ وہ گناہوں سے بچے فرمایا زیادہ امید سُستی پیدا کرتی ہے اور زیادہ خوف بھی بے یقینی پیدا کرتا ہے۔ ایمان ان دونوں کے درمیان ہے۔

(34) حضرت احمد بن یحییٰ بن جلالی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ عارف کا ارادہ اپنے مولیٰ کی طرف ہونا چاہیے اس کے سوا سے وہ منہ موڑ لیتا ہے۔ آپ حافظِ قرآن تھے۔ ایک دفعہ کسی لڑکے کو دیکھ کر رک گئے دیر تک اسے دیکھتے رہے۔ کسی بزرگ کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہوں کہا یہ نفسانی کھیل ہے اس سے باز آجاؤ۔ فرماتے ہیں اس سے مجھے قرآن

بھول گیا کیونکہ میں نے خالق سے ہٹ کر مخلوق کی طرف نگاہ ڈالی۔توبہ کرتا رہا عرصہ دراز کے بعد دوبارہ قرآن یاد آ گیا۔

(35) حضرت ردیم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔اپنے زمانہ میں تمام علوم وفنون میں آپ کا کوئی ہم پلہ نہ تھا آپ سے پوچھا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا میری کیا پوچھتے ہو میرا دین میری خواہش ہے میری ہمت میری دنیا ہے۔مطلب یہ تھا وہ عیبوں پر نگاہ رکھے ہوئے تھے اور نصیحت کر رہے تھے کہ جس میں یہ برائیاں پائی جائیں اس سے بچ کر رہنا چاہئے۔ورنہ دین و دنیا میں بربادی ہی بربادی ہے۔

(36) حضرت یوسف بن حسین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ فرماتے کہ لوگوں میں زیادہ ذلیل لالچی درویش ہے اور زیادہ عزت والا بھی وہ درویش جو صادق ہو۔زُلیخا رضی اللہ عنہا جبتک یوسف علیہ السلام کی طرف مائل رہیں انہوں نے توجہ نہ فرمائی۔جب زُلیخا رضی اللہ عنہا کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی یوسف علیہ السلام مل گئے۔

(37) حضرت ابوالحسن سمنوں بن عبداللہ خواص رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ پر بہت سی جھوٹی تہمتیں لگیں۔خلیفہ وقت آپ کے قتل کے درپے ہوا جب قتل کا حکم دینے لگا تو زبان گنگ ہوگئی وہ رات کو سویا اسے بتایا کہا تیری سلطنت حضرت سمنوں رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے وابستہ ہے خلیفہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی اور آزاد کردیا۔اللہ تعالیٰ اپنوں کی اس طرح حفاظت کرتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ واعظ کرنے لگے۔لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوا آپ نے قندیلوں کی طرف توجہ کرکے واعظ کرنا شروع کردیا۔وہ سب گرکر چکنا چور ہوگئیں۔لوگوں نے معافی مانگی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بیان نہیں ہوسکتی۔وہ عطا کی جاتی ہے۔

(38) حضرت شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ فرماتے فضیلت اس وقت تک ہے جب تک اس پر تکبر نہ کرے ورنہ وہ ختم ہوجائیگی اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے۔

آپ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں 40 سال نہ سوئے۔ جب سوئے تو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گیا۔ عرض کی اے اللہ میں تجھے بیداری میں تلاش کرتا رہا مگر تو خواب میں ملا۔ فرمایا اے شاہ! تو نے بیداری کی اس وجہ سے ہی خواب میں نعمتِ دیدار پائی ہے اگر تو وہاں سوتا رہتا تو یہاں نہ پاتا۔

(39) حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ فرماتے کہ مردانِ خدا کے وجد کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اُسی کا بھید ہے۔

(40) حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کو لازم وملزوم جانتے۔ شریعت کا رد بے دینی ہے اور طریقت کا رد شرک ہے۔ کفر ہے۔ آپ فرماتے وہ خوش نصیب ہیں جو اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ پر اور اپنے اہل وعیال پر مقدم رکھتے ہیں۔

(41) حضرت محمد بن فضل بلخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ وہ عارف ہے۔

جو شریعت پر چلے اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کرے آپ حیران ہوتے لوگ سفر طے کر کے کعبہ کی طرف جاتے ہیں مگر دل کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ دل کی صفائی ہر نیکی پر مقدم ہے۔ بندے کی نظر تو کعبہ پر ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نظر بندے کے دل پر ہوتی ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

ے از ہزار کعبہ یک دل بہتر است

دل کو قابو میں رکھ یہی حج اکبر ہے ہزار کعبہ سے ایک دل بہتر ہے۔ یعنی دل پر نگاہ رکھ یہیں پر سب کچھ ہے۔ اگر دل ٹھیک تو سب ٹھیک اگر دل خراب تو سب خراب ہو جاتا ہے۔

(42) حضرت محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ فرماتے شریعت پر چلو اور اللہ کے بندہ بن کر رہو۔ اسی میں بھلائی ہے جو اپنے نفس سے واقف نہیں وہ رب سے بھی ناواقف ہوتا ہے

(43) حضرت ابوبکر محمد بن عمر وراق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ کا ارشاد ہے کہ لوگ تین طرح کے ہیں۔ علماء، حکماء اور

فقراء (یہ معاشرہ کو کنٹرول کرتے ہیں) اگر علماء خراب ہو جائیں علم شریعت اور اس پر عمل خراب ہوجاتا ہے۔ اگر حکماء خراب ہو جائیں تو ملک میں قحط پڑ جاتا ہے جرائم زیادہ ہوجاتے ہیں۔اگر فقراء خراب ہو جائیں تو اخلاق تباہ جو جاتے ہیں۔علماء اس طرح تباہ ہوتے کہ وہ پیسے لے کر تبلیغ کریں (پیسے دو جو چاہو تقریر کرالو۔جو چاہو فتویٰ لے لو) حکماء بے علمی کی وجہ سے خراب ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو عقلِ کل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ کچھ نہیں جانتے۔فقراء اس وجہ سے خراب ہوتے ہیں کہ وہ کرامات دکھا کر لوگوں میں عزت کے خواہش مند ہوتے ہیں۔توکل نہیں ہوتا۔

(44) حضرت ابوسعید احمد بن عیسیٰ خرازی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

سب سے پہلے طریق بقا و فنا کی لفظوں میں تعریف آپ نے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب کوئی احسان کرتا ہے تو لوگ اس طرف مائل ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ احسان کرنے والا ہے۔ لیکن اس کی طرف دھیان نہیں کرتے اگر وہ اللہ تعالیٰ کا احسان مانیں تو اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اور غیر سے کنارہ کش ہوجائیں گے۔

(45) حضرت علی بن محمد اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ فرماتے حضوری یقین سے افضل ہے۔

آپ فرماتے کہ دل کیا ہے۔ یہ گوشت کا لوتھڑا نہیں، عقل نہیں، علم نہیں، روح نہیں، دل وہ ہے جس میں مشاہدہ حق جلوہ گر ہو۔ ظاہر میں اس کا کوئی وجود نہیں صرف لفظ ہیں۔

(46) حضرت ابوالحسن محمد بن اسمٰعیل خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ فرماتے جہاں ایمان ہوگا وہاں یقین ہوگا۔ جہاں یقین ہوگا وہاں تقویٰ ہوگا۔ (وہ اللہ سے ڈرے گا اور نیک کام کریگا)

(47) حضرت ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا اجنبی کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو محبت الٰہی میں گم ہو نہ کوئی اسے جانے نہ وہ کسی کو جانے آپ ایک کنواں میں گر گئے۔ تین دن بعد وہاں ایک قافلہ آیا آپ نے آواز دینا مناسب نہ سمجھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شکائت ہے اور غیر اللہ کی مدد لینا ہے۔ قافلہ والوں نے کنواں کا منہ بند کر دیا کہ کوئی اس

میں گر نہ جائے۔آپ نے توکل سے کام لیا۔ایک رات کنواں کی چھت ہلنے لگی۔وہ کھل گئی کسی چیز نے کنویں کے اندر اپنی دُم کر دی۔آپ وہ پکڑ کر باہر آ گئے۔آواز آئی آپ نے اللہ پر بھروسہ کیا اس نے ایک اژدھا جو تیرا دشمن ہے۔اس سے آپ کو نجات دلوائی۔

(48) حضرت ابوالعباس احمد بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ زمین پر اوتاد تھے۔آپ فرماتے کہ دائمی خوشی اللہ کی خدمت اور عبادت میں ہے۔فانی چیز سے خوشی بھی فانی ہوگی۔

(49) حضرت ابوعبداللہ بن احمد اسمٰعیل مغربی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ نے فرمایا جو صدق دل سے دنیا سے کنارہ کش ہوگیا وہ اس کے شر سے محفوظ ہوگیا۔

(50) حضرت ابوعلی بن الحسن بن علی جورجانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔

آپ فرماتے کہ جس طرح عالم صوفی مخلوق خدا کے لئے نعمت ہے اسی طرح جاہل صوفی لوگوں کے لئے اور اپنے لئے مصیبت ہوتا ہے۔

حالانکہ وہ اپنے کو کامل سمجھتا ہے لیکن ہوتا نہیں۔ مشاہدہ حق ہی صحیح یقین پیدا کرتا ہے۔

(51) حضرت ابومحمد بن احمد بن حسین حریری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ کا فرمان ہے جو اللہ تعالیٰ کا سہارا لیتا ہے اس کی معرفت پاک وصاف ہوجاتی ہے۔ جس نے تقویٰ اختیار کیا اس کی عادت وخصلت دنیا اور آخرت میں عمدہ ہوجاتی ہے۔ جس نے غذا میں احتیاط کی اس کا جسم بیماری سے محفوظ ہوگیا اور نفسانی خواہشات سے بچ گیا۔

(52) حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل آملی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ فرماتے کہ طبیعتوں کی مرغوبات سے چین وراحت پانے والا شخص درجات حقائق سے محروم رہا۔

یعنی مرغوب چیزیں کھانے والا اللہ کو نہیں پہچان سکتا وہ دنیاوی خواہشات میں گم ہوجاتا ہے۔

(53) حضرت ابوالمغیث حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ:

کچھ لوگ آپ کو مردود سمجھتے ہیں اور بعض مقبول سمجھتے ہیں اور کچھ

لوگ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اچھا سمجھتے ہیں۔

(54) حضرت ابواسحٰق ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ توکل میں ان کا بڑا مرتبہ ہے آپ فرماتے کہ سارا علم دو کلموں میں جمع ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ٹالنے کی کوشش نہ کرو اور دوسرا یہ کہ اللہ کے حکم کو اچھی طرح ادا کرو ورنہ عذاب ہی عذاب ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ کوئی عجیب چیزیں دیکھی ہیں۔ فرمایا بہت ساری ایک چھوٹی عجیب چیز یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے میرے پاس بیٹھنا چاہا۔ میں نے منظور نہ کیا وجہ یہ کہ ان پر اعتماد کر کے کہیں میرے توکل میں فرق نہ آجائے۔

(55) حضرت ابوحمزہ بغدادی بزاز رحمۃ اللہ علیہ:

وہ طریقت کے راز خوب جانتے تھے آپ فرماتے کہ جب تم گناہ سے بچے تو جسم کو بچا لیا آخرت کے عذاب سے۔ جب لوگوں کو ایذا نہ دی۔ ان کا حق نہ مارا ان کا حق ادا ہو گیا۔ اس میں تیری سلامتی ہے اس جہاں میں بھی اور اُس جہاں میں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد اچھی طرح ادا کرو۔

(56) حضرت ابوبکر محمد بن موسیٰ واسطی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ فرماتے جب تم خدا کو یاد رکھو اور اس کے ذکر کو بھول جاؤ۔اس میں کوئی خرابی نہیں خرابی یہ ہے کہ اللہ کے ذکر کو یاد رکھے مگر اللہ تعالیٰ کو بھول جائے اصل غفلت اللہ تعالیٰ کو بھلا دینا ہے۔

(57) حضرت ابوبکر بن دلف بن خچہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ فرماتے اپنی نگاہیں نیچی رکھو (نامحرموں کو دیکھنے سے) نگاہ صرف دیدار الٰہی کے لئے ہے۔یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔

لوگوں نے کہا آپ پاگل (مجنوں) ہیں۔آپ نے فرمایا میرا جنون (اللہ سے محبت ہے) یہ اور زیادہ ہو اور تمہیں بھی یہ عطا ہو۔

(58) حضرت ابومحمد بن جعفر بن نصیر خالدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ فرماتے رزق پانے سے دل خوش نہ ہو اور اس کے نہ ہونے سے غم نہ کرے یہ توکل ہے۔تیرے جسم کا رازق اللہ ہے۔اس پر بھروسہ کرو۔وہ تمہیں ضائع نہیں کریگا۔

جب بندہ بیمار ہو صحت کی دعا نہ کرے اس لئے کہ جسم اللہ کی ملکیت ہے وہ جس حال میں رکھے اللہ کی مشیت میں دخل نہ دو۔

(59) حضرت ابوعلی محمد قاسم رودباری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ فرماتے کہ مرید وہ ہے جو اپنے لئے کچھ نہ چاہے وہ کرے جو اللہ چاہے۔ جب اس میں وہ کامل ہو جائیگا تو مراد بن جائیگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہ چاہے گا جو وہ چاہے)

ع خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

(60) حضرت ابوالعباس قاسم بن مہدی سیاری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ فرماتے کہ توحید یہ ہے کہ دل میں حق تعالیٰ کے سوا کسی کا تصور نہ ہو۔ آپ بہت امیر آدمی تھے۔ آپ نے ساری دولت دے کر حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو موئے مبارک حاصل کر لئے تو بہ نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صوفیا کا امام بنا دیا۔

آپ نے وصیت فرمائی جب مروں وہ موئے مبارک میرے منہ میں رکھ دینا۔ اس کا اثر یہ ہوا آپ کی قبر مبارک سے خوشبو آتی ہے

۔آج بھی لوگ ان کی قبر مبارک پر دعا کر کے اپنی مرادیں پوری کرتے ہیں یہ آزمودہ ہے۔

(61) حضرت ابوعبداللہ بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ:

آپ طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ تکلف نہ فرماتے آپ نے بادشاہت چھوڑ کر راہ طریقت اختیار کی آپ فرماتے کہ سب کو چھوڑنا (مرضی اور نعمت وغیرہ بھی) توحید کا قیام ہے۔

(62) حضرت ابوعثمان سعیدن بن سلام مغربی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ فرماتے جو درویشوں کی صحبت چھوڑ کر امیروں کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دل کی موت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(63) حضرت ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمود نصرآبادی:

یہ بھی طریقت کے اماموں میں سے ہیں۔آپ فرماتے نسبتیں دوقسم کی ہیں ایک آدمی ہونا (بشر ہونا) دوسری نسبت اللہ کا بندہ ہونا۔پہلی نسبت میں گناہ اور سرکشی ہے۔اپنی نسبت اللہ تعالیٰ سے جوڑو۔یہ قیامت میں بھی قائم رہتی ہے۔اسی میں نجات ہے۔

(64) حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم حضرمی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بھی طریقت کے امام ہیں۔آپ فرماتے آدمی ہونے میں تو سراسر گناہ ہی گناہ ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کرم کرے تو سراپا محبت ہو جاتا ہے۔ہادی برحق تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اس پر نگاہ رکھنا چاہیے۔

متاخرین ائمہ ومشائخ کا تذکرہ

اکثر لوگ جب صوفیا کے مجاہدات دیکھتے ہیں تو ڈر جاتے ہیں اور کہتے ہیں تصوف ہمارے بس کا روگ نہیں۔انہیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔جب صوفیا میں بیٹھیں گے تو ان پر کچھ رنگ تو ضرور چڑھے گا۔

ع صحبت صالح ترا صالح کنند

نیک کی صحبت سے بندہ صالح ہو ہی جاتا ہے۔

(1) حضرت ابوالعباس احمد بن محمد قصاب رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت اور ولائت کے امام ہیں۔

آپ اُمّی تھے ظاہری تعلیم نہ تھی۔مگر زمانہ کے استاد و رہبر تھے۔

ایک بچہ اونٹ لے کر بازار میں سے جا رہا تھا۔اونٹ کا پاؤں پھسل گیا وہ گر پڑا اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ بچہ رونے لگا آپ وہاں پر موجود تھے۔آپ نے دعا کی یا اللہ یا تو اونٹ کا پاؤں ٹھیک کر دے۔ یا

بچے کے رونے سے میرے دل کو نہ رُلا اسی وقت اونٹ کا پاؤں ٹھیک ہوگیا۔

آپ فرماتے کہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہو ورنہ تقدیر کے نازل ہونے پر آزردہ ہونگے۔

(2) حضرت ابوعلی بن حسین بن محمد دقاق رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی طریقت کے اماموں میں سے تھے۔

آپ فرماتے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو۔ محفوظ رہو گے ماسوائے اللہ سے اُنس مصیبت میں پڑنا ہے۔ آپ کی مجلس میں ایک آدمی آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت ایک اچھی سی دستار پہنی ہوئی تھی۔ اس آدمی کے دل میں خیال آیا اچھا ہو یہ دستار مجھے مل جائے۔ آدمی نے سوال کیا! کہ توکل کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگوں کی دستار کا لالچ نہ کرو۔ یہ توکل ہے۔ دستار مبارک اتار کر اسے دے دی۔

(3) حضرت ابوالحسن علی بن احمد خرقانی رحمۃ اللہ علیہ:

تمام اولیاء کرام انہیں پسند کرتے تھے۔ آپ فرماتے جو شخص یہ کہے کہ میں حق تک پہنچ گیا ہوں وہ نہیں پہنچا۔ جو یہ کہے کہ میں پہنچا دیا گیا ہوں وہ پہنچ گیا۔ دعویٰ نہ کرو۔ یقین رکھو اللہ ہی پہنچانے والا ہے۔

(4) حضرت محمد بن علی المعروف بہ داستانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فرماتے کہ توحید کا ادنی درجہ یہ ہے اپنا اختیار ختم کرو۔تمام امور اللہ کے حوالہ کردو۔آپ کے ملک میں ایک دفعہ ٹڈی دل کا حملہ ہوا۔ درختوں کے سب پتے کھا گئیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی۔ٹڈیاں ختم ہوگئیں۔درختوں پر پتے آگئے جیسے کھائے نہ گئے ہوں۔

(5) حضرت فضل اللہ بن محمد مہمینی رحمۃ اللہ علیہ:

ایک شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔وہ آدمی بوسیدہ سی گڈری پہنے ہوا تھا۔اُس نے خیال کیا یہ ٹھاٹھ باٹھ کا لباس اور درویشی کا دعویٰ؟ آپ نے اس سے فرمایا جب بندہ مشاہدہ حق میں ہوتا ہے۔اسے کوئی لباس بھی نقصان نہیں پہنچاتا۔خواہ گڈری ہو کہ فاخرہ لباس وہ اللہ کے ساتھ غنی ہوتا ہے۔

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق ؎

آپ نے فرمایا تصوف یہ ہے کہ بے واسطہ حق کے ساتھ دل کا قیام ہو۔

ایک دفعہ سردی کے موسم میں آپ کہیں جا رہے تھے شاگردان

کے ساتھ تھا۔اس نے سوچا کیوں نہ اپنی چادر پھاڑ کرآپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں سے لپیٹ دوں۔ پھرخیال آیا کہ رہنے دو چادر بہت قیمتی ہے۔ جب منزل پہ پہنچے شاگرد نے سوال کیا شیطانی وسوسہ اورالہام حق میں کیا فرق ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب تو نے چادر پھاڑنے کا سوچا تھا۔ یہ الہام حق تھااور چادر بچا کررکھنا شیطانی وسوسہ تھا۔

(6) حضرت ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد پاک ہیں۔آپ نے ساٹھ سال گوشہ نشینی میں گزارے آپ عام صوفیا کے رسم ولباس کے پابند نہ تھے۔آپ کا ارشاد ہے کہ دنیا ایک دن کی ہے۔اس میں ہم روزہ دار ہیں۔یعنی نہ ہم دنیا سے کچھ حاصل کرتے ہیں نہ اس کی بندش میں آنا چاہتے ہیں۔

ایک دفعہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد کا وضوکرارہے تھے دل میں خیال آیا۔ جومقدر میں ہے وہ تومل جائیگا۔کرامت کے لالچ میں یہ خدمت وغیرہ کیوں کی جائے۔ پیرصاحب نے وضوکرانا بندکردیا۔فرمایا تیرا عقیدہ ٹھیک نہیں۔ عرض کی حضرت صاحب عقیدہ صحیح فرمادیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی ظالم سے ظالم آدمی پرکرم کرنا چاہتا

ہے۔تو اسے کسی کا مرید کرادیتا ہے تاکہ وہ پیر صاحب کی نسبت اور ملازمت سے اپنا مقدر پائے اور صاحب کرامت بنے۔

جب پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما رہے تھے وہ حضرت داتا رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں تھے۔حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں کسی شخص کے بارے میں کچھ رنج تھا۔پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فرزند! میں تمہیں دل کو مضبوط کرنے والا مسئلہ (علاج) بتاتا ہوں اگر تو خود کو اس پر کاربند کرے تو تمام رنج وفکر سے محفوظ ہوجاؤ گے۔ فرمایا (پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے) ہر حالت خواہ نیک ہو یا بد وہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے لہٰذا اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔اس کے بعد رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔

(7) حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فرماتے کہ صوفی لوگ پہلے بولتے ہیں۔پھر وجد میں آجاتے ہیں آخر میں واصل حق ہوجاتے ہیں اس وقت کچھ بتا نہیں سکتے۔ پہلی دو حالتیں موسیٰ علیہ السلام میں ہیں۔پہلے کہا یا اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا جب نور کی تجلی دیکھی تو بے ہوش ہو گئے۔آخر منزل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوئی۔جب آپ نے فرمایا اے اللہ میں تیری ثناء بیان نہیں کر سکتا۔

(8) حضرت ابوالعباس احمد بن محمد اشقانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے ارشادات بہت مشکل ہیں۔

(9) حضرت ابوالقاسم بن علی گرگانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔آپ فرماتے کہ بندے کو چاہئے وہ حق کی بندگی اختیار کرے اور اپنے دل سے تمام نسبتیں نکال دے۔صرف بندگی اور فرمانبرداری کی نسبت برقرار رکھے۔

(10) حضرت ابواحمد المظفر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فناء وبقاء کی تشریح اچھی طرح کرتے لوگ مجاہدہ کی وجہ سے مشاہدہ کی طرف آتے ہیں۔آپ حضرت صاحب مشاہدہ سے مجاہدہ کی طرف آئے لوگوں کو جو جنگلوں بیابانوں میں محنت کر کے ملتا ہے انہیں گھر بیٹھے مل گیا۔آپ فرماتے کہ فناء یہ ہے کہ اپنی خواہشات پر قابو پائے۔ بقاء یہ کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ہوجاؤ اپنا کوئی دخل نہ ہو۔داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا سماع شروع والوں کو اچھی لگتی ہے۔سماع میں گم نہ ہوجاؤ مشاہدہ حق کی کوشش کرو۔ جب مشاہدہ حق حاصل ہوگیا اس وقت سماع سے دور رہنا چاہیے ورنہ مشاہدہ جاتا رہے گا۔

مختلف شہروں میں مشائخ متاخرین کا تذکرہ

ان کے صرف نام گنوائے گئے۔

اہل طریقت کے مذاہب اوران میں امتیازی فرق

اہل طریقت کے بارہ مذہب ہیں دس صحیح دو مردود۔ سب دس کے دس مذہب جو صحیح ہیں توحیداور شریعت میں متفق ہیں۔ صرف مجاہدات اوران کی ریاضتوں میں فرق ہے۔ فرمایا گیا ہے توحید خالص کے سوا ہر مسئلہ میں علماء کا اختلاف رحمت ہے۔ ان کے نام لئے بغیر ان کے نظریات پر بات ہوگی۔

رضا

رضا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا بندے پر راضی ہونا یہ ہے کہ نعمت اور کرامت دے اور بندے کا اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا یہ ہے کہ اس کے حکم ماننے میں چوں چرا نہ کرے جاننا چاہئے کہ بندہ کا راضی ہونا بھی اللہ کی طرف سے یعنی اس کی رضا کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ بندے کے لئے جو پسند فرمائے بندہ اس کو چاہے خواہ مفلسی ہو یا تونگری ہو، بیماری ہو کہ صحت ہو جب بندہ اللہ تعالیٰ کی قضا (فیصلہ) پر راضی رہے گا۔ تو اس کی دلیل ہے

کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے ایسے عمل کرنے کی توفیق دے جس سے تری رضا حاصل ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیری قوت برداشت سے باہر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے معافی مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام میری قضا پر راضی رہو اس میں میری رضا ہے۔ رضا الٰہی عطا الٰہی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا زُہد افضل یا رضا۔ آپ نے فرمایا رضا افضل ہے۔ زہد راہ ہے جب کہ رضا منزل ہے۔

مُقام و حال میں فرق

مُقام سے مراد بندہ کی حالت ہے نہ کہ رہنے کی جگہ (اقامت گاہ) مُقام کی مثال یہ ہے کہ بندہ پہلے توبہ کرے پھر زُہد پھر توکل۔ ہر مقام سے گزرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر مقام توکل حاصل نہیں ہوتا۔ توکل مجاہدہ کا پھل ہے۔

حال اس معنی کو کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کی طرف سے بندے کے دل پر طاری ہو بندہ اسے دور نہ کر سکے۔ نہ محنت (مجاہدہ) سے حاصل کر سکے۔

مجاہدہ ومحنت سے مقام حاصل ہوتا ہے اور فضل الٰہی سے حال بنتا ہے صاحب مقام اپنے مجاہدہ میں قائم ہے۔ صاحب حال اپنے وجود میں فانی ہے مقام کسبی ہے حال وہبی ہے۔

کوئی کہتے ہیں کہ حال دائمی ہوتا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں یہ آتا جاتا ہے۔ اسے دوام حاصل نہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں ملامتی بن کے رہو۔ دوسرے کہتے ہیں اصلی حالت میں رہو (جیسے اندر ویسے باہر) ملامتی اندر سے اچھے ہوتے ہیں باہر سے گناہ گار نظر آنے کو پسند کرتے ہیں۔ بہتر ہے لوگوں کو شک میں نہ ڈالیں جیسے ہوں ویسے نظر آئیں۔

سکر وصحو:

''سکر'' (مدہوش) ہونا ''صحو'' ہوش میں ہونا ہے۔ کونسا بہتر ہے؟ اکثر لوگوں کا خیال ہے سکر والوں کی اقتداء نہ کی جائے۔

''سکر'' (مدہوش) میں ہونا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو خیر ہے۔ ورنہ خود مدہوش نہ ہو۔ یہ غفلت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام تجلی دیکھ کر بے ہوش ہو گئے (سکر میں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدار الٰہی میں بھی ہوش میں رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُقام (صحو) اعلیٰ و برتر ہے۔ سکر سراپا حجاب ہے۔ صحو فنائے صفت میں مشاہدہ کی بقا ہے۔ صحو کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ کا

حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح ہو یہ مفہوم نہ بندے کی صفت ہے نہ کوشش سے ملتی ہے۔

ایثار

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسلمان اپنی جانوں کی نسبت دوسروں پر ایثار کرتے ہیں۔ اگرچہ انہیں تنگی ہو۔

ایثار کی حقیقت:

ایثار کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے دوست کا خیال رکھے اپنی ذات سے بڑھ کر اسے راحت دے خود خواہ تکلیف میں رہے۔ اسلامی تاریخ اس سے بھری پڑی ہے۔

اثباتِ ولائت کی بحث

ولی کے کئی معنی و تلفظ ہیں۔ یہاں یہ مددگار کے معنی میں لیا جائیگا۔

قرآن میں ہے کہ اللہ بھی ولی ہے (مددگار) نبی بھی ولی ہے اور سارے مومنین بھی مسلمانوں کے مددگار ہیں۔ نیز فرمایا گیا کہ اللہ کے ولیوں کو نہ خوف ہے نہ حزن۔ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ غریب حال ہوتے ہیں۔ پھٹے کپڑے، بکھرے بال، لیکن اگر قسم کھائیں تو اللہ ان کی

دعا کوضرور قبول کرتا ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ولائت کی مثال:

مسلمانوں کی فتح مصر سے پہلے جب دریائے نیل خشک ہوتا تو لوگ ایک لڑکی کو اس میں دفن کرتے۔ پانی آجاتا جب مسلمان وہاں گئے۔انہوں نے لڑکی کو دفن کرنے سے منع فرمایا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔انہیں خط لکھا واقعہ بیان کیا۔خط کے جواب میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریائے نیل کو خط لکھا۔اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو نہ بہہ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی سے بہتا ہے تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تو بہے۔اسی وقت دریائے نیل میں پانی آ گیا جو آج تک ختم نہیں ہوا۔

جو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو ایذا دے اللہ تعالیٰ کا ان کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ولیوں کو کرامات سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو جہاں کا حاکم بنایا ہے۔آسمان سے رحمتوں کی بارش ان کی وجہ سے ہے۔رزق ان کی وجہ سے ملتا ہے عذاب ان کی وجہ سے دور ہوتے ہیں۔فتح ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔اولیاء حق تعالیٰ کی بارگاہ کے لشکری اور مشکلات کو حل کرنے والے ہیں ان کی تعداد 300 ہے۔ان کو اخیار کہا جاتا ہے،اور چالیس وہ ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں، سات کو ابرار کہتے

ہیں، چار کو اوتاد اور تین کو نقبا اور ایک کو ان میں قطب اور غوث کہا جاتا ہے یہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا بیان ہے اولیاء کرام 4000 ہوتے ہیں۔ کیا ولی کو اپنی پہچان ہوتی ہے کہ نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔

ولائت کے رموز و اشارات:

فرمایا گیا ہے کہ ولی اپنے حال میں فانی اور مشاہدہ حق میں باقی ہوتا ہے۔ اسے غیر خدا سے سکون حاصل نہیں ہوتا۔ ولی شہرت سے بچتا ہے۔ (بناوٹی ولی کرامت دیکھانے کے شوقین ہوتے ہیں)۔

ایک بزرگ نے ایک آدمی سے پوچھا! کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے ولی بن جاؤ؟ اس نے کہا خواہش تو ہے آپ نے فرمایا اے دوست دنیا وآخرت کی کسی چیز سے رغبت نہ رکھو اللہ کو چاہو ولی بن جاؤ گے۔

ایک بزرگ سے پوچھا گیا ولی کون ہے؟ فرمایا ولی وہ ہے جو اللہ کے حکم مانے (شریعت پر چلے)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کسی نام نہاد ولی کو ملنے گئے جب وہاں پہنچے تو اس ولی نے مسجد میں تھوک دیا۔ آپ واپس چلے آئے سلام نہ کیا۔ فرمایا اگر یہ ولی ہوتا تو مسجد کے احترام سے غافل نہ ہوتا ولی کے

لئے شریعت کی پابندی لازم ہے۔رات خواب میں حضورِ اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے فعل کی تعریف کی اور انہیں اولیاءاللہ کا سردار بنا دیا۔

اثبات کرامت:

ولی سے کرامت جائز ہے۔ اس سے ولی کی صداقت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ عقل کو عاجز کر دیتی ہے۔ یہ عنائت الٰہی ہے۔ جیسے معجزہ نبوت کی علامت ہے۔ ایسے کرامت ولی کی نشانی ہے۔ معجزہ دکھانا نبی کے لئے جائز بھی ہے اور ضروری بھی ہے۔ ولی کو کرامت چھپانی چاہئے۔ جھوٹا ولی کرامت دکھانے کا بڑا شوقین ہوتا ہے۔ تا کہ لوگ اس کے قابو میں آ جائیں وہ انہیں لُوٹے اور مال بنائے۔ جھوٹے ولی میں کرامت نہیں ہوتی استدراج یا جادو وغیرہ ہوتے ہیں لیکن عام لوگ اسے کرامت کہہ دیتے ہیں اور گرفتار ہو جاتے ہیں۔ نبی جب چاہئے معجزہ دکھا سکتا ہے۔ کرامت ولی کے قابو میں نہیں ہوتی۔ ہو یا نہ ہو اس لئے نبی معجزہ کا دعویٰ کرتا ہے۔ ولی یہ نہیں کر سکتا ولی اپنی کرامت سے نبی کی صداقت بیان کرتا ہے نہ کہ اپنی شان بتانے کے لیے۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہٗ کو مکہ میں پھانسی دی جا رہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اس کا حال مدینہ

منورہ میں بیان کر رہے تھے۔ یہ معجزہ ہے اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر درود وسلام پیش کر رہے تھے۔ یہ کرامت تھی درمیانی فاصلے دونوں کے لئے ختم کر دیئے گئے تھے۔ کرامت سے بھی نبی کی صداقت اور اسلام کی حقانیت ظاہر ہوئی۔

ایک ولی کی کرامت اور ایک نصرانی کا مقابلہ:

ایک مسلمان بزرگ کسی جنگل میں ریاضت ومجاہدہ میں مصروف تھے۔ ایک راہب آیا اس نے بھی ساتھ رہنے کو کہا۔ منظور کر لیا 7-8 دن فاقہ میں رہا۔ جب بھوک خوب لگی تو راہب نے کہا اے بزرگ اپنا سچ ہونا ظاہر کیجئے۔ بزرگ نے سجدہ میں سر رکھا اور دعا کی۔ اے اللہ! مجھے اس راہب کے سامنے ذلیل نہ کرنا۔ اسی وقت 2 روٹیاں اور 2 گلاس پانی آ گئے۔ آپ لوگوں نے کھائے اسی طرح 7 دن اور گزر گئے۔ بزرگ نے فرمایا اے راہب اب تیری باری ہے۔ اس نے بھی سر سجدہ میں رکھا اور کوئی دعا کی۔ 4 روٹیاں اور 4 گلاس پانی آ گئے۔ مسلمان بزرگ نے کھانے سے انکار کر دیا کہ یہ استدراج ہے۔ راہب نے کہا کھائیے میں اس کا راز بتاتا ہوں۔ راہب نے کہا آپ سے مل کر مجھے اسلام سچا مذہب لگا۔ میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ دوسرا یہ کہ اولیاء اللہ کا بڑا

مقام ہے کیونکہ میں نے سجدہ میں دعا کی تھی اگر اسلام سچا مذہب اور یہ مسلمان بزرگ ولی ہیں۔تو اے اللہ مجھے 4 روٹیاں اور 4 گلاس پانی عطا فرما۔ یہ دیکھ کر میں مسلمان ہوا ہوں اور آپ کو ولی مانتا ہوں۔

خدائی دعویٰ کرنے والے کے ہاتھ سے کئی قسم کے معجزہ ظاہر ہونے کی بحث

علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کافر کے ہاتھ پر معجزہ وکرامات کے مشابہ کوئی چیز ظاہر ہوسکتی ہے۔فرعون نے 400 سال عمر پائی ۔مگر کبھی بیمار نہیں ہوا۔ پانی میں جب وہ چلتا تو پانی چلتا جب رک جاتا تو پانی بھی رک جاتا باغِ ارم کے مالک شداد و نمرود سے بھی کرامات ظاہر ہوتی رہیں۔ جب آخری زمانہ میں دجال آئے گا اس کے ساتھ (دائیں بائیں) دو پہاڑ چلیں گے۔ دائیں پہاڑ کو وہ جنت کہے گا، اور بائیں ہاتھ والے پہاڑ کو وہ جہنم کہے گا۔ وہ لوگوں کو مار دے گا پھر زندہ کر دے گا۔ بارش برسائے گا لوگ کہیں گے وہ سب خدائی دعویٰ کرتے تھے۔ان بے عقلوں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوتا۔اس کے بچے نہیں ہوتے وہ گدھے یا گھوڑے پر سواری نہیں کرتا۔اسے موت نہیں اس لئے باوجود کرامت یعنی استدراج کے وہ جھوٹے ہیں۔

نبی گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ ولی سے گناہ ہوسکتا ہے۔ اگرچہ انہیں گناہوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ گناہوں (خواہ کبیرہ یا صغیرہ) سے ایمان قائم رہتا ہے۔ ایمان سے فارغ نہیں ہوتا۔ ایمان ہے تو کرامت بھی ہوسکتی ہے۔

ظہورِ کرامت کی حالت:

ولی کی کرامت اکثر بحالت صحو (ہوش) میں ہوتی ہے۔ حالت سکر میں کرامت کا اظہار نہیں ہوتا۔ جب اس کے لئے سونا اور مٹی برابر ہوں کسی قسم کا لالچ نہ ہو۔ اوتاد ایک دن میں سارے جہان کا چکر لگاتے ہیں اگر کسی جگہ اس کی نظر نہ پڑے اس جگہ میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر وہ خرابی غوث کی نظر سے دور ہوتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ حالت صحو (ہوش) میں تھے دنیا کا مال راہ خدا میں دے دیا اور کہا کہ گھر میں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ چھوڑ آیا ہوں۔ اولیاء اللہ سالوں کا سفر منٹوں میں طے کر لیتے ہیں (جیسے نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات سفر طے کیا) وہ معجزہ تھا یہ کرامت ہے۔

کرامات اولیاء کے ثبوت میں دلائل نقلیہ

آصف بن برخیا رضی اللہ عنہٗ نے ملکہ بلقیس رضی اللہ عنہا کا تخت آنکھ جھپکنے سے

پہلے لا دیا۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے لئے سوکھی کھجور کا درخت ہرا ہوگیا۔ کھجوریں گرنے لگیں۔ پاؤں کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی ان کی بانجھ 90 سالہ بیوی سے بچہ پیدا ہوا۔ اصحاب کہف کا کُتا بندے کی شکل میں جنت میں جائیگا۔

احادیث سے کرامت کا ثبوت

(1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی سفر کر رہے تھے بارش آ گئی تینوں نے ایک غار میں پناہ لے لی۔ ایک پتھر غار کے منہ پر آ گرا۔ منہ بند ہوگیا۔ تینوں نے کہا اپنی اپنی نیکی کا واسطہ دو شاید کہ پتھر ہٹ جائے۔ ایک نے اپنی امی کی خدمت کا واسطہ دیا۔ پتھر تھوڑا سا ہٹ گیا۔ لیکن نکلنے کے لئے راستہ نہ بنا۔ دوسرے نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ایک لڑکی کو ہوس کا نشانہ نہ بنایا حالانکہ میرا اس پر پورا کنٹرول تھا اس کا واسطہ دیا۔ پھر پتھر تھوڑا اور سرک گیا۔ راستہ نہ بنا۔ تیسرے نے کہا میں نے ایک مزدور کی تنخواہ جو اس نے جاتے ہوئے نہ لی تھی۔ اس سے مال مویشی کا پورا ریوڑ بنایا۔ جب وہ واپس تنخواہ لینے آیا میں نے سارا مال مویشی اسے دے دیا اس نیکی کا واسطہ دیا۔ پتھر پوری طرح ہٹ گیا۔ وہ تینوں باہر آ گئے۔

(2) اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہ تین بچوں نے شیر خوارگی کے زمانہ میں کلام کیا ا۔ ایک تو عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ جنہوں نے اپنی ماں کی پاک دامنی کی گواہی دی۔ دوسرے بچے نے بنی اسرائیل کے راہب کی پاک دامنی کی گواہی دی۔ ایسا ہوا ایک راہب رب کی بہت عبادت کرتا تھا۔ اس کی ماں اس سے کئی بار ملنے گئی اس نے توجہ نہ کی ماں نے بد دعا دی کہ یا اللہ میرے بیٹے کو میرے حق سے نکال کر رسوا کر دے۔ راہب پر ایک عورت عاشق ہوگئی۔ آپ نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ وہ عورت ایک چرواہے سے حاملہ ہوگئی۔ اس عورت نے اس کا الزام اس راہب پر لگایا۔ بات بادشاہ تک پہنچ گئی۔ اسے دربار میں پیش کیا گیا اس راہب نے بچے کی طرف متوجہ ہوکر کہا اے بچے بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے چرواہے کا نام لیا جس کا وہ اصل میں بچہ تھا راہب کی جان بخشی ہوئی۔

تیسرا بچہ وہ ہے جس کی ماں اسے لے کر دروازہ پر بیٹھی تھی وہاں سے ایک حسین وجمیل سوار گزرا۔ ماں نے کہاں یا اللہ میرے بچے کو ایسا بنا دے۔ بچے نے کہا اے خدا! مجھے نہ کرنا کچھ دیر بعد ایک بدنام عورت گزری ماں نے کہا یا اللہ میرے بچے کو ایسا نہ بنا۔ بچہ بول پڑا یا اللہ مجھے

اس جیسا بنا دے ماں نے پوچھا اے بچے تو کیا کہہ رہا ہے؟ بچے نے جواب دیا وہ سوار متکبر ظالم تھا۔ جب کہ یہ عورت صرف بدنام ہے اصل میں وہ نیک اور اصلاح پسند ہے۔

(3) حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نوکرانی زائدہ رضی اللہ عنہا جنگل سے لکڑیاں لانے گئی۔ وہاں آسمان سے ایک فرشتہ آیا اس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہنا اور جنت کے خازن رضوان کا پیغام دینا اور بشارت دینا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو آپ کی اُمت کے لئے تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ایک حصہ بے حساب جنت میں داخل ہوگا۔ دوسرے حصہ کا حساب آسان ہوگا۔ تیسرا حصہ آپکی شفاعت اور آپ کے وسیلہ سے بخشا جائیگا۔ جب زائدہ رضی اللہ عنہا سے گٹھا نہ اُٹھ رہا تھا۔ اس فرشتہ نے ایک پتھر کو کہا کہ گٹھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر چھوڑ آ۔ ایسا ہی ہوا۔ زائدہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی سارا واقعہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زائدہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے پتھر کے آنے اور جانے کے نشان دیکھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ میری اُمت کو بخشش کی خوش خبری دنیا میں رہتے ہوئے مل گئی ہے اور میری اُمت میں ایک عورت جس کا نام زائدہ رضی اللہ عنہا ہے۔ اسے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے درجہ میں فائز

فرمایا۔

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر کہیں گیا۔ راستہ میں ایک نہر یا دریا تھا۔ لشکریوں نے اس میں قدم ڈال دیئے۔ سب گزر گئے کسی کا پاؤں تک نہ بھیگا۔

اولیاء اللہ کی کرامات

اُمت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیاء کی کرامات یوں تو بے شمار ہیں۔ چند ایک کا ذکر اختصار کے ساتھ درج ہے۔

(1) ایک شیر لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھا تھا۔ ایک ولی کامل نے اسے کان سے پکڑ کر اُٹھا دیا بھگا دیا کہ میرے مہمانوں کو تنگ نہ کیا کرو۔

(2) حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کسی درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ ایک دشمن آیا انہیں قتل کرنا چاہا غائب سے دو شیر نمودار ہوئے۔ دشمن چیخ مار کر بھاگ لیا۔

(3) دنیا کی مہلک ترین زہر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ پڑھ کر کھالی۔ کوئی اثر نہ ہوا۔

(4) ولی کامل نے کھانے میں سے تسبیح کی آواز سنی۔

(5) ایک ولی کامل ہوا میں اُڑ رہے تھے۔ پوچھا یہ کیسے؟ فرمایا اللہ کو

مانتا ہوں۔ یہ اسی کا اثر ہے۔

(6) ایک بزرگ نے کسی ولی کامل کو کچھ دینا چاہا۔ اس نے فرمایا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جب چاہتا ہوں مٹی کے ڈھیلے کو ہاتھ لگاتا ہوں وہ سونا بن جاتے ہیں میں ضرورت پوری کرلیا کرتا ہوں۔

(7) ایک صاحب نے کسی ولی کے اقتداء میں نماز نہ پڑھی کہ اس کا تلفظ ٹھیک نہیں تھا۔ جب وہ وہاں سے روانہ ہوئے ایک شیر نے راستہ روک لیا واپس ہونے لگے دوسرا شیر آ گیا۔ وہ ولی مبارک تشریف لائے اور شیروں کو بھگا دیا۔ فرمایا تم تلفظ ٹھیک کرتے رہتے ہو میں دل ٹھیک کرتا رہتا ہوں۔ اس لئے خدا کی مخلوق میری بات مانتی ہے۔

(8) ایک چرواہا جنگل میں اپنے مویشی رکھتا تھا۔ پوچھا گیا پانی وغیر کہاں سے پیتے ہو۔ یہاں تو پانی کا نام ونشاں نہیں اس نے کہا میں پتھر کے نیچے برتن رکھتا ہوں۔ وہ پانی سے بھر جاتا ہے۔ پی لیتا ہوں۔ پوچھا یہ کیسے؟ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی مانتا ہوں وہ میری مانتا ہے۔

(9) ایک بزرگ کھانا نہ کھانے سے کمزوری محسوس کرنے لگے۔ غیب سے آواز آئی کھانا چاہتے ہو کہ کمزوری دور کرنا۔ عرض کی کمزوری دور کرنا اسی وقت جسم میں طاقت آ گئی۔

(10) ایک بزرگ کے گھر کی حفاظت درندے کرتے تھے وہ انہیں کھلاتے پلاتے تھے۔

(11) ایک بزرگ نے جنگل میں نوجوان کو دیکھا اس کے پاس ایک توشہ دان (کھانے کا برتن) تھا۔ برزگوار نے خیال کیا کہ یہ اللہ سے واصل ہے یا ابھی راہ کا مسافر ہے؟ بزرگ نے پوچھا خدا کی راہ کونسی ہے؟ اس نے کہا ایک خواص کی راہ ہے۔جس کا تمہیں پتہ نہیں اور ایک عوام کی راہ جو توشہ دان کو دیکھ کر گمان کرتے ہیں میں مبتدی ہوں یعنی خام ہوں۔

(12) ایک ولی پاک ایک کشتی میں جارہا تھا مسافروں میں سے ایک صاحب کا موتی گم ہوگیا۔اس ولی پہ الزام لگ گیا۔اس نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔دریا میں سے کئی مچھلیاں باہر آئیں ہر ایک کے منہ میں ایک ایک موتی تھا۔اس ولی نے ایک مچھلی سے موتی لے کر اس کے مالک کو دے دیا۔خود پانی میں اُتر گئے اور پانی پر چلتے ہوئے کنارے پر پہنچ گئے۔

(13) حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد جارہے تھے کہ بارش ہوگئی۔ راستہ کیچڑ کیچڑ ہوگیا۔لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کیچڑ کے اوپر سوکھے پاؤں جارہے تھے۔ پوچھنے پر فرمایا جب سے میں نے باطن کو لالچ سے

بچا لیا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے کیچڑ اور دیگر آفات سے بچا لیا ہے۔

(13) داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی بزرگ سے کچھ پوچھنے کے لئے گئے جب ان کے پاس پہنچے تو وہ پہلے ہی مسجد کے ستون کو وہ مسئلہ سمجھا رہے تھے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بغیر سوال کے مسئلہ حل ہو گیا۔

(14) ایک صاحب کسی بزرگ سے ملنے گئے۔ وہاں پہنچے تو بزرگ وار نے پوچھا کیسے آئے ہو؟ عرض کیا آپ کی زیارت کے لئے۔ فرمایا میں تو تمہارا فلاں دن سے انتظار کر رہاں ہوں۔ جب حساب لگایا تو وہی دن وہی مہینہ اور وہی سال تھا جب میں نے توبہ کی اور مرشد پاک سے بیعت ہوئی پھر انہیں نے ایسا پھل کھانے کو دیا جس کا وہ موسم نہ تھا۔

(15) ایک صاحب بزرگ کی قبر کی زیارت کو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک کبوتر آیا ان کی قبر کے غلاف میں داخل ہو گیا۔ روزانہ ایسے ہوتا رہا اس نے غلاف اُٹھا کر دیکھا تو وہاں کچھ نہ ہوتا۔ ایک رات صاحب قبر خواب میں ملے ہیں عرض کی اس کبوتر کا کیا حال ہے۔ فرمایا وہ میری معاملہ کی صفائی ہے جو روزانہ میرے پاس آتا ہے۔

(16) ایک پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ کا غذات اپنے مرید کو دئے کہ

انہیں دریا میں ڈال آئے۔ جب اس نے وہ کاغذات ڈالے تو دریا کا پانی پھٹ گیا۔ ایک صندوق برآمد ہوا اس کا ڈھکنہ کھل گیا وہ کاغذات اس میں چلے گئے اور پانی میں غائب ہو گئے۔ مرید بڑا حیراں ہوا۔ آکر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے راز پوچھا۔ فرمایا وہ کاغذات تصوف پر لکھے تھے حضرت خضر علیہ السلام کو چاہیئے تھے۔ ان کے پاس پہنچا دئے ہیں۔

اولیاء پر انبیاء کی فضیلت

اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم انبیا کرام علیہم السلام کی اتباع اور ان کے دعوؤں کی تصدیق کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام افضل ہیں۔ جہاں ولائت کی انتہا ہوتی ہے وہاں نبوت کی ابتدا ہوتی ہے تمام نبی ولی ہوتے ہیں لیکن کوئی ولی بھی نبی نہیں ہوتا تمام انبیا کرام صفات بشری کی نفی پر فائز ہوتے ہیں۔ اولیاء اس میں عارضی طور پر ہوتے ہیں اولیاء پر جو خاص کیفیت عارضی طور پر طاری ہوتی ہے وہ انبیا کرام علیہم السلام میں دائمی ہوتی ہے۔ اولیاء راہِ حق کے طالب ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام بارگاہِ الٰہی سے واصل ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو معراج ہوئی (خواب میں) عرض کی یا اللہ کیا میرا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے؟ فرمایا نہیں تو ابھی خودی میں

گرفتار ہے۔فرمایا تمہاری خودی سے نجات ہمارے دوست (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اتباع میں ہے ان (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے قدم مبارک کے نیچے کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤ ان کی ہمیشہ پیروی کرو۔ یہ تیرا آخری مقام ہے۔

یہی انبیا کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ میں فرق ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معراج جسم و روح کے ساتھ ہوا۔ انہیں دیدار حق سر کی آنکھوں سے ہوا۔ اولیاء کرام کو خواب میں معراج کے چند اِسرار دکھائے جاتے ہیں (وہ بھی خواب میں) یہی انبیا کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ میں فرق ہے۔

فرشتوں پر انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی فضیلت

اہل سنت و جماعت والے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو فرشتوں سے افضل مانتے ہیں۔فضیلت کا اس سے اندازہ لگالیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرایا۔

فرشتے نیک اس لئے ہیں کہ ان میں نہ شہوت ہے، نہ دل میں حرص، نہ کھانا، نہ پینا، نہ سونا، ان کی غذا اطاعت، ان کا پینا فرمان الٰہی پر اقامت، وہ نفس سے پاک ہیں۔ جو بُرائی کا حکم دیتا ہے۔ انسان نیک

ہوتا ہے تو ان کمزوریوں کو ایک طرف رکھ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ بھلا دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کئی سال عبادت کی لیکن فضیلت نہ ملی۔ اگر ملی تو اس وقت ملی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا معراج کی رات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی لگام تھامے رہے۔ وہ جبرائیل علیہ السلام کیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہو سکتے ہیں۔ (ایک مخدوم دوسرا خادم) جو دو فرشتے زمین پر آئے اللہ تعالیٰ نے ان پر شہوت اور غذا کا لالچ ڈال دیا۔ دونوں حرام کاری میں گرفتار ہوئے۔ اولیاء اللہ ان کمزوریوں کے ہوتے ہوئے گناہ سے پاک رہتے ہیں اس لئے شان کے لائق ہوئے۔

یاد رہے در حقیقت ولائت اِسرار الٰہی میں سے ایک سِر (راز) ہے جو ریاضت و مجاہدہ اور پیر کے بغیر ظاہر نہیں ہوتا۔

بقاء اور فناء

عام لوگ بقاء و فناء کو زندگی و موت، علم اور بے علمی، گناہ و ثواب سے لیتے ہیں۔ اہل طریقت ان کا اور مطلب لیتے ہیں خواص اہل طریقت کے نزدیک فناء و بقاء سے متصف وہ حضرات لیتے ہیں۔ جب وہ واصل حق ہوتے ہیں (عقیدہ کے لحاظ سے جسم سے نہیں) اس وقت وہ بقاء

میں ہوتے ہیں۔اس سے نیچے فناء، ہی فناء ہے۔

دیدارِ حق (دل کی آنکھوں سے) کے ساتھ وابستہ وہ اللہ تعالیٰ کی سنتے ہیں۔ دل اسرارِ الٰہی کو حاصل کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں۔ خود کو نہیں دیکھتے (کچھ نہیں سمجھتے) تمام خواہشات ختم کر دیتے ہیں سب سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ان کا ارادہ مٹ چکا ہوتا ہے۔ وہ واصل بحق ہو کر ہر دعویٰ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ ان کی غرض صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ جہاں چاہے وہ انہیں رکھے آسان زبان میں فناء و بقاء یہ ہے کہ اپنی خواہشات کو چھوڑنا فناء اور اللہ تعالیٰ سے لولگانا بقاء ہے اور حضور حق اس کی غرض اور منزل ہے۔

جمع وتفرقہ

تصوف میں ان کی تعریف یہ ہے کہ جمع وہ ہے جو اپنے اوصاف کے ساتھ جمع ہو اور تفرقہ وہ جو اپنے افعال سے جدا ہو۔یعنی اپنا ارادہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ماننا اور لوگوں سے بے نیاز ہو جانا۔اس پر اہل تصوف کا اجماع ہے۔(یعنی سب اس پر متفق ہیں) کچھ کا خیال ہے کہ جب بندہ مجاہدہ (عمل محنت) کرے وہ تفرقہ میں ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس پر کرم کر کے اسے مشاہدہ سے نواز دے یہ جمع ہے۔جمع اللہ تعالیٰ کی

خاص عنائت ہے۔ جیسے حدیث شریف میں ہے کہ:

''میرا بندہ نوافل کے ذریعے میری قربت کا ہمیشہ خواہاں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ پھر جب میں اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو میں اس کے کان، آنکھ اور زبان ہو جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے سنتا ہے، مجھ سے دیکھتا ہے، مجھ سے بولتا اور مجھ سے ہی پکڑتا ہے''۔

اس جیسی حالت میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ غلبۂ حال میں نعرہ لگاتے ہیں ''پاکی ہے مجھے کتنی ہی بڑی میری شان'' یہ جو کچھ فرمایا حق تھا۔ جو کہا حق کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''حق تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان میں بولتا ہے''۔

معلوم ہوا جمع میں اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی ہستی سے نکال دیتا ہے۔ (نہ کہ اللہ بندے میں داخل حلول ہوتا ہے نہ اس سے متحد ہو جاتا ہے نہ وہ اس میں پیوست ہوتا ہے۔)

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رب تعالیٰ نے فرمایا ''اے محبوب وہ مشت خاک جو آپ نے دشمنوں پر پھینکی تھی وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ ہم نے پھینکی تھی''۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کو خدا کی

بیعت قرار دیا اور ''یقیناً جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے اللہ سے بیعت کی''

نیز فرمایا ''جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی'' جب بندہ اپنے فعل (جس میں اللہ تعالیٰ کا کرم شاملِ حال نہ ہو) سے کام کرتا ہے وہ تفرقہ ہے۔

دو گروہ جو غلط ہیں ان کے عقائد کیا ہیں؟

ایک تو وہ حلول کے قائل ہیں کہ بندہ اور اللہ تعالیٰ آپس میں حل ہو جاتے ہیں (مل جاتے ہیں) اللہ تعالیٰ نہ تو کسی میں حل ہوتا ہے نہ پیوست ہوتا ہے اور نہ وہ کسی سے خلط ملط ہوتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ خواہ کتنا نزول کرے وہ بندوں سے بلند ہوتا ہے اور بندے خواہ جتنا عروج کریں وہ اللہ تعالیٰ سے نیچے رہتے ہیں ملاپ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا)

دوسرے گروہ والے کہتے ہیں کہ روح ایک سے دوسرے کی طرف الٹنے اور پلٹنے والی چیز ہے جسے ہندو آواگون کہتے ہیں۔ روح ایک سے دوسرے میں چلی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا کہ روح میرا حکم ہے اور میری مخلوق ہے۔ روح قدیم نہیں حادث ہے۔

کشف

پہلا کشف:

پہلا کشف معرفتِ الٰہی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ جانی جیسا کہ اس کی قدر کا حق ہے''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کماحقہٗ حاصل ہوتی تو تم دریاؤں پر خشک قدم چلتے اور تمہاری دعاؤں سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جاتے''

معرفت الٰہی دو قسم کی ہے ایک علمی دوسری حالی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن وانس کو اپنی معرفت ہی کے لئے پیدا کیا مگر اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں اور روگرداں ہیں''

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی معرفت عطا فرماتا ہے انہیں نور عطا فرماتا ہے۔ وہ اس کی روشنی میں چلتے ہیں (جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو) جو معرفت سے دور رکھے گئے ہیں انہیں تاریکیوں میں دھکیل دیتا ہے (جیسے ابوجہل کو)

لہٰذا معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو اور اس کا باطن ماسویٰ اللہ سے خالی ہو علم اور حال کی صحت معرفت الٰہی

سے ہی ممکن ہے۔ معرفت اللہ تعالیٰ کی عنائت سے آتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نے خدا کو اس کی مدد سے پہنچانا اور ماسویٰ اللہ کو اسی کے نور سے جانا''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور ہم نے اس کے لئے نور مقرر کیا جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اسلام کے لئے جس کا سینہ کھولا تو وہ اپنے رب کے نور پر ہے۔

دل کی کشادگی اور بندش اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ تقویٰ اور خدا کی محبت میں قائم رہنا عین معرفت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی معرفت خود کراتا ہے مشاہدہ بھی اللہ تعالیٰ کراتا ہے اور مجاہدہ بھی اس کی توفیق سے ہوتا ہے۔ (حقیقتاً بندہ کا ان دونوں میں تو کوئی حصہ ہی نہیں)۔

علم اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک حق تعالیٰ ازلی علم عطا نہ فرمائے۔

معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز خدا کی ملکیت سمجھے جب بندہ یہ جان لیتا ہے کہ ہر چیز خدا کی ملکیت ہے اور اسی کے تصرف میں ہے تو پھر اسے کسی مخلوق سے کوئی سروکار نہیں رہتا حتیٰ کہ خود اپنے سے بھی نہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جس نے اپنے آپ کو فناء سے پہچان لیا یقیناً اس نے حق کو بقاء سے پہچان لیا''۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''معرفت یہ ہے کہ تم جان لو کہ خلق کی تمام حرکت وسکون حق تعالیٰ سے ہے''۔

دوسرا کشف، توحید کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تمہارا معبود ایک ہی ہے'' وہ اللہ اکیلا ہے۔

توحید کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو اکیلا جانے اور اس پر صحیح علم رکھے۔ چونکہ اللہ ایک ہے وہ بے مثل ہے اپنی ذات وصفات میں بے نظیر اور اپنے افعال میں لاشریک ہے اللہ محدود نہیں۔ وہ ہر جگہ ہے لیکن مکان سے پاک ہے۔ وہ قدیم ہے حادث نہیں (اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہمیشہ کے لئے ہے)۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اور ہر آفت سے دور ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کا بیٹا، اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ وہ ہی علیم، رؤف، رحیم، قدیر، سمیع، بصیر، متکلم اور باقی ہے جو وہ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ خیر وشر اسی کا مقدر کیا ہوا ہے۔

اس کے سوا کسی سے اُمید وخوف رکھنا لائق نہیں۔ اس کے سوا کوئی نفع ونقصان کا پیدا کرنے والا نہیں اس کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے۔ اس کا

پورا کرنا ضروری ہے۔اہل جنت کے لئے اس کا دیدار جائز ہے۔دنیا میں اس کے دوستوں کے لئے مشاہدہ جائز ہے ۔(دل کی آنکھوں سے) کیونکہ دنیا میں آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں۔

تیسرا کشف حجاب،ایمان کے بارہ میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ‘‘

اللہ تعالیٰ اکثر ارشاد فرماتا ہے’’اے ایمان والو‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ’’ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں اوران کی کتابوں پر ایمان لاؤ‘‘

ایمان کےلغوی معنی تصدیق یعنی دل سے ماننے کے ہیں۔

صوفیاء کےنزدیک ایمان کی دوقسمیں ہیں۔

(1) قول وعمل اورتصدیق (حنبلی،شافعی،مالکیوں کاعقیدہ)

(2) قول اورتصدیق (حنفیوں کاعقیدہ)

ایمان گناہ کبیرہ سے ختم نہیں ہوتا۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک اصل ایمان تصدیق قلبی ہے اس کی فرع اوامر ونواہی (احکام) کی بجا آوری ہے۔(دل سے تصدیق روح ایمان ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا ارشاد ہے کہ:

’’تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل سے ہرگز نجات نہیں پائے گا۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت میں مجھے ڈھانپ لیا ہے‘‘۔

صوفیاء کے لئے اعمال ضروری ہیں۔ جو بناوٹی صوفی مشاہدہ حق کا دعویٰ کرتا ہے اور اعمال کو غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے بلکہ تباہی ہے۔ اصل صوفیا کے لئے اعمال کرنا آسان ترین ہوتے ہیں جبکہ بناوٹی صوفی کے لئے مشکل ترین۔

درحقیقت ایمان بندے کا فعل ہے جو حق تعالیٰ کی ہدایت کے ساتھ شامل ہے۔ کیونکہ جسے خدا گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت پر لا نہیں سکتا اور جسے خدا ہدایت پر لائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ’’جسے اللہ ہدایت پر لانا چاہے تو اس کا سینہ کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرنا چاہے اس کے سینے کو سخت اور تنگ کر دیتا ہے‘‘

اس ارشاد کے بموجب بندہ کے لئے یہ زیبا ہے۔ کہ وہ ہدایت کی

توفیق کو حق تعالیٰ سے اور فعل ایمان کو بھی خود اپنے سے منسوب نہ کرے۔

علامات ایمان

ایمان کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ بندہ دل سے توحید کا اعتقاد رکھے۔ آنکھوں کو ممنوع چیزوں سے بچائے۔ حق تعالیٰ کی نشانیوں اور آیتوں سے عبرت حاصل کرے۔ کانوں سے کلام الٰہی کی سماعت کرے معدے کو حرام چیزوں سے خالی رکھے۔ زبان سے سچ بولے اور بدن کو گناہوں سے اس حد تک محفوظ رکھے کہ باطن، ظاہر متحد ہو جائے۔

ایمان کی حقیقت توکل کی حفاظت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ ہی پر توکل رکھو اگر تم صاحب ایمان ہو''

ایمان غیب کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ سر کی آنکھوں سے غائب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دلوں میں معرفت و علم عطا فرماتا ہے۔

چوتھا کشف حجاب، طہارت

ایمان کے بعد پہلا فرض طہارت ہے۔ طہارت وضو وغیرہ کے بغیر نماز نہیں۔ طہارت دو قسم کی ہے۔ ایک ظاہری طہارت، دوسری باطنی طہارت۔ ظاہری طہارت پانی یا تیمم سے ہو جاتی ہے۔ باطنی طہارت توحید کو ماننے سے ہوتی ہے۔ (غیر مسلمان خواہ کتنا نہا دھولے پاک نہیں

ہوتا کیونکہ وہ توحید کو نہیں مانتا)۔ ظاہری طہارت والے کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ اپنی بزرگیوں کو دیکھنا اور غیر خدا کو دیکھنا آفت ہے۔ مرید اپنے پیرومرشد کا ادب واحترام کرتے ہیں۔ بعض دفعہ پیر کا ادب بھی حجاب بن جاتا ہے۔ نگاہ اللہ تعالیٰ پر رکھنی چاہیے۔ مریدوں کو سمجھانا چاہیے۔

ظاہری طہارت باطنی کے موافق ہو۔ جب ہاتھ دھوئے تو دل سے دنیا کی محبت دھوڈالے جب ظاہری گندگی کو دور کرے اس طرح باطن سے بھی غیر خدا کی محبت دور کرے۔ جب منہ میں پانی ڈالے تو مناسب ہے منہ کو غیر کی یاد سے پاک کرے، جب ناک میں پانی ڈالے شہوتوں کو بھی حرام جانے، جب چہرہ دھوئے تو مناسب ہے کہ تمام الفتوں سے کنارہ کش ہوجائے، حق کی طرف متوجہ ہو جب ہاتھ کو دھوئے تو اپنے نصیبوں سے کنارہ کش ہوجائے، جب سر کا مسح کرے تو مناسب ہے اپنے معاملات کو حق تعالیٰ کے سپرد کردے، جب پاؤں دھوئے تو مناسب ہے فرمان الٰہی کے خلاف ہر چیز پر قائم رہنے سے بچے، اس طرح باطنی اور ظاہری طہارت حاصل ہوجائیگی جسم بھی پاک دل بھی پاک۔ (یہ چیزیں کثرت مجاہدہ سے حاصل ہوتی ہیں)۔ (ایمان بھی یہی ہے کہ دل اللہ

تعالیٰ کی تصدیق کرے اور جسم اس کے حکم مانے) ظاہری طہارت پانی سے ہے اور باطنی طہارت کا آغاز توبہ سے ہوتا ہے۔

توبہ کے متعلقات کا بیان

جس طرح طالبانِ عبادت کے لئے پہلا درجہ طہارت ہے۔ سالکان راہِ حق کے لئے پہلا مقام توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو! اللہ کے حضور میں دل سے توبہ کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ جوان آدمی توبہ کرے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس کا کوئی گناہ ہی نہیں (بندہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا۔ایمان قائم رہتا ہے)

توبہ کی شرائط

توبہ کی تین شرطیں ہیں۔پہلی شرط ندامت، دوسری شرط گناہ یاد کر کے ذلت محسوس کرے، تیسری شرط دوبارہ گناہ نہ کرے۔

ایک بندہ نماز پڑھتا ہے شراب بھی پیتا ہے اسے نماز کا ثواب ملے گا۔شراب خوری پر سزا ہوگی۔

توبہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے ہوتی ہے۔

توبہ کس سے کس کی طرف

توبہ خطا سے ثواب کی طرف دوسرا درستگی سے مزید درستگی کی طرف تیسرا اپنی خودی سے حق تعالیٰ کی طرف (چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے مقامات ہر آن ترقی پر رہے جب کسی عالی مقام پر پہنچے تو اس سے نیچے مقام کے وقوف پر استغفار کیا کرتے تھے اور اس مقام کی دید سے توبہ بجا لاتے)

بار بار ارتکاب گناہ کا مسئلہ

اگر توبہ ٹوٹ جاتی ہے۔ تو دوبارہ توبہ کرو۔ ایک آدمی نے ستر بار توبہ کی اور توڑ دی۔ اکہترویں بار توبہ پر استقامت ہوئی۔

پانچواں کشف حجاب نماز کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے مسلمانو! نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو''۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''نماز کی حفاظت کرو اور ان چیزوں کی جن کے تم مالک ہو''۔

فرمانِ الٰہی کے مطابق نمازیں پانچ ہیں جنہیں پانچ خاص وقتوں میں ادا کیا جاتا ہے۔

نماز کے شرائط میں سے ایک شرط طہارت ہے جو ظاہری طور پر

ناپاکی سے اور باطنی طور پر شہوت سے پاک ہونا ہے۔

دوسری شرط لباس کی پاکی ہے۔ ظاہر طور پر نجاست سے اور باطنی طور پر کمائی حلال ہو۔

تیسری شرط جگہ کا پاک ہونا ہے ظاہری طور پر حوادث و آفت سے اور باطنی طور پر فساد و معصیت سے۔

چوتھی شرط قبلہ کی طرف منہ کرنا ہے۔ ظاہر طور پر خانہ کعبہ کی طرف اور باطنی طور پر عرش معلیٰ اور اس کا باطن مشاہدہ حق ہے۔

پانچویں شرط قیام ہے۔ ظاہری طور پر کھڑا ہونے کی قدرت اور باطنی طور پر قربت الٰہی میں۔

چھٹی شرط دخول وقت ہے۔ جو ظاہری طور پر شریعی احکام کے مطابق اور باطنی طور پر حقیقت کے درجہ میں قائم رہنا ہے اور داخلی شرائط میں سے ایک شرط خلوص نیت کے ساتھ بارگاہ حق کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ قیام ہیبت میں تکبیر کہنا محل، وصل، میں کھڑا ہونا۔ ترتیل اور عظمت کے ساتھ قرأت کرنا، خشوع کے ساتھ رکوع کرنا، عاجزی کے ساتھ سجدہ کرنا، دل جمعی کے ساتھ تشہد پڑھنا اور فنائے صفت کے ساتھ سلام پھیرنا۔

نماز ہی ایسی عبادت ہے جس سے ابتداء اور انتہا میں مرید راہِ حق پاتے ہیں اور ان کے مقامات کا کشف ہوتا ہے۔ نماز حضور الٰہی کا ذریعہ ہے نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز فحاشی (گناہ) سے بچاتی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔

نماز پڑھنے والا چار چیزوں کا محتاج ہوتا ہے۔

نفس کی فناء، طبع کا خاتمہ، باطن کی صفائی اور مشاہدہ کا کمال

نماز کے احکام بہت سے ہیں۔ نماز محبت سے ہی قائم ہوتی ہے۔ احکام پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

محبت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کی محبت اللہ سے شدید ہوتی ہے اللہ تعالیٰ بھی بندوں سے محبت کرتا ہے۔ جب بندہ ادائے نفل کے ذریعے میری نزدیکی چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔ جب وہ میرا محبوب ہوجاتا ہے تو میں اس کے ہاتھ، کان، آنکھ، زبان اور پاؤں بن جاتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کو محبوب رکھتا ہے وہ (اللہ تعالیٰ) بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا اے جبرائیل علیہ السلام میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر آسمانوں پر جا کر منادی کرو آسمانی مخلوق! تم بھی فلاں بندے سے محبت کرو۔ پھر زمین پر جا کر منادی کرو کہ اللہ تعالیٰ کو فلاں بندے سے محبت ہوگئی ہے ۔تم بھی محبت کرو۔ زمین والے اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی محبت بندوں کے دل میں ڈالتا ہے۔(قرآن)

جب بندے کو اللہ سے محبت ہو جاتی ہے تو پھر وہ بندہ سوائے اللہ کے کسی اور سے تعلق نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے میں دقت محسوس نہیں کرتا۔ محبوب اور محب کے درمیان حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ سوائے محبوب کے سب جل جاتے ہیں۔(اسے نظر نہیں آتے) وہ صرف محبوب کو دیکھتا ہے۔ اُسی کی سنتا ہے۔ اُسی کا ہو کے رہ جاتا ہے۔ محبت کرنے والا محبوب کی عزت و ذلت رنج و راحت بلا و مشقت جفا و وفا کو برداشت کرتا ہے۔ محب محبوب کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے۔

جو دل محبت سے خالی ہے وہ دل برباد و ویران ہے۔

محبت اللہ کی عطا ہے محبت کی آگ نہ لگانے سے لگتی ہے نہ بجھانے سے بجھتی ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جسے محبت نصیب ہو جائے۔ حشر میں

آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کی محبت ہوگی ۔(اس لئے محبت اچھے بُرے کو دیکھ کر کرو)

چھٹا کشف حجاب زکوٰۃ کا بیان میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو''

اس پر اور بھی کئی آیات اور احادیث وارد ہیں ۔صاحب نصاب پر زکوٰۃ فی صد کے حساب سے فرض ہے ۔اگر وہ مال اس کے پاس سال بھر رہا۔ جیسے مال پر زکوٰۃ واجب ہے ۔ایسے ہی مرتبہ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے مرتبہ کی زکوٰۃ بھی اسی طرح فرض کی ہے جیسے تمہارے مال پر فرض ہے۔

نیز ارشاد ہے کہ ''یقیناً ہر چیز کے لئے زکوٰۃ ہے اور گھر کی زکوٰۃ مہمان کو ٹھہرانا اور اس کی مہمان نوازی ہے''۔

زکوٰۃ کی حقیقت

زکوٰۃ کی حقیقت ،شکران نعمت ہے جو اسی جنس کے ساتھ ادا کی جائے ۔ چونکہ تندرستی ایک بڑی نعمت ہے ۔لہٰذا ہر عضو کی زکوٰۃ واجب ہے اس کی ادائیگی یہ ہے کہ تمام اعضا کو عبادت میں مشغول رکھا جائے کم از کم وہ اپنے آپ پر کی ہوئی نعمتوں کا شکر تو ادا کرے۔

تمام قسموں کی زکوٰۃ سے دنیاوی نعمت کی زکوٰۃ مشکل ہے۔آدمی بخیل واقع ہوا ہے۔اس کے لئے   فیصد زکوٰۃ ہے۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان دے کر بتایا اہل طریقت ایسے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ دینے کے علم کو حاصل کرنا ضروری ہیں۔

زکوٰۃ لینے میں طریقت کے مسائل

جن کا فقر اختیاری ہے وہ زکوٰۃ نہیں لیتے۔کہ مال کیوں جمع کریں اور جن کا فقر اضطراری ہے وہ زکوٰۃ لیتے ہیں تا کہ صاحب نصاب سے فرض ادا ہو جائے۔یہ حضرات زکوٰۃ لے کر خیرات کر دیتے ہیں۔

جود وسخا کا بیان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سخی جنت سے قریب اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل دوزخ سے قریب اور جنت سے دور ہے۔

سخی وہ ہے جو کسی غرض وسبب کو دیکھ کر سخاوت کرے۔

جواد بغیر امتیاز کے دے۔سخی سوال کرنے پر عطا کرتا ہے اور جواد بغیر سوال کے عطا کرتا ہے۔ابراہیم علیہ السلام مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے تین دن گزر گئے کوئی مہمان نہ آیا تیسرے دن ایک بوڑھا آدمی آیا۔آپ علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا کہ کافر ہوں۔

آپ علیہ السلام فرمایا تو میری مہمانی کے لائق نہیں۔ آواز آئی اے ابراہیم علیہ السلام جس کو میں (اللہ تعالیٰ) نے ستر سال روٹی دی۔ تو ایک روٹی بھی نہ دے سکا۔ اس کے خلاف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس دشمن بھی آتا۔ آپ اس کے لیے چادر بچھا دیتے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جواد ہیں۔

ے واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

طریقت میں پہلے خیال کو جود کہتے ہیں دوسرے کو بخل کہتے ہیں۔

جو جواد ہوتے ہیں وہ تو سوال کرنے سے پہلے خیرات دے دیتے ہیں۔ تا کہ سوالی کو سوال کرنے کی ذلت نہ اُٹھانی پڑے۔

ساتواں کشف حجاب روزے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا یا میں ہی اس کی جزا ہوں''۔ اس لئے کہ روزہ باطنی عبادت ہے جس کا ظاہر سے کوئی تعلق نہیں اور دوسرے کو معلوم ہی نہیں ہوسکتا ہے کہ روزہ

دار ہے۔اس لئے اس کی جزا بھی بے حد وحساب ہے۔

علماء فرماتے ہیں جنت میں داخلہ تو رحمت کے طفیل ہوگا اور وہاں درجات عبادت کے صدقہ میں اور ہمیشہ رہنا روزے دار کے لئے ہوگا۔

ایک بزرگ نے فرمایا: ''روزہ آدھی طریقت ہے''

اکثر مشائخ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔بعض ایک دن روزہ رکھتے دوسرے دن نہ رکھتے۔بعض بزرگ روزے سے ہوتے جب کوئی کھانے کو کہتا تو کھا بھی لیتے۔

روزے کی حقیقت

روزہ کا معنی ہے رو کے رہنا۔اس کی کئی شرائط ہیں: مثلاً معدے کو حرام کھانے سے رو کے رکھنا، آنکھ کو شہوانی نظر، کان کو غیبت سننے، زبان کو بے ہودہ باتیں سننے اور کرنے سے، جسم کو دنیاوی لذتوں سے اور مخالفتِ حکمِ الٰہی سے رو کے رکھنا روزہ ہے۔جب بندہ ان شرائط کی پیروی کرے گا تب وہ حقیقتاً روزے دار ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب روزہ رکھے تو اپنے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور جسم کے ہر عضو کا روزہ رکھے۔ بہت سے روزے دار ایسے ہیں جن کا روزہ کچھ فائدہ مند نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ

وہ بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے حواس کو قابو میں رکھو یہ مکمل مجاہدہ ہے۔ تمام علوم ان حواس سے آتے ہیں۔ نیکی اور گناہ بھی انہیں سے ہوتے ہیں جو آدمی گناہ سے بچتا ہے وہی اصل میں روزہ دار ہے۔

صومِ وصال کا مسئلہ

صوم وصال یعنی مسلسل اور پے در پے روزے رکھنا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے روزے رکھتے لیکن دوسروں کو رکھنے سے روک دیا۔ (یہ ممانعت مہربانی کے لئے ہے نہ کہ حرام بنانے کے لئے)۔

کئی بزرگ پندرہ دن کے بعد روزہ افطار کرتے کئی مہینہ بھر کے بعد افطاری کرتے۔ سوتے بھی نہیں، ایک صاحب نے اسّی (80) دن تک کچھ نہ کھایا نہ پیا روزے سے رہتے۔ صومِ وصال اصل میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور اولیاء اللہ کی کرامت ہے۔

چلہ کشی کی اصل

بعض بزرگ چالیس (40) دن چلہ کشی کرتے ہیں۔ یعنی چالیس

دن نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں تاکہ باطن میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہوسکے۔

فاقہ کشی اوراس کے متعلقات کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:''ضرور بالضرور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مال وجان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوکے کا شکم ستر(70) غافل عابدوں سے زیادہ محبوب ہے''۔معلوم رہے کہ بھوکا رہنے کو سب اچھا سمجھتے ہیں اس لئے بھوکے کا جسم متواضع اور دل خشوع والا ہوتا ہے۔کیونکہ بھوک نفسانی قوت کو فنا کردیتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''تم اپنے شکموں کو بھوکا اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے جسموں کو غیر آراستہ رکھو تاکہ تمہارے دل اللہ تعالیٰ کو دنیا میں ظاہری طور پر دیکھ سکیں''۔(مشاہدہ ہوسکے) بزرگ کھاتے ہیں کہ زندہ رہیں اور ہم کھانے کے لیے زندہ رہتے ہیں۔

بھوکا رہنا صدیقوں کی غذا مریدوں کا مسلک اور شیاطین کی قید ہے۔

فاقہ کشی کی حقیقت

مرید ہونے کی شرط یہ ہے کہ غلبہ کے بغیر نہ سوئے کلام ضرورت کے بغیر نہ ہو اس کا کھانا فاقہ کے بغیر نہ ہو۔ سچی بھوک چالیس دن کے فاقہ کے بعد ہوتی ہے اور یہ زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اس کے درمیان جو بے قراری سی ظاہر ہوتی ہے وہ طبیعت کی شرارت ہوتی ہے۔ زیادہ کھانے سے شہوانی خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ حجابات پیدا ہوتے ہیں۔ فاقہ سے نفس کمزور ہوتا ہے عقل تیز ہوتی ہے۔

بھوکے رہنے کا ثمرہ (انعام) مشاہدہ ہے (زیادہ کھانے سے روح جسم بن جاتی ہے اور کم غذا سے جسم روح بن جاتا ہے)۔

آٹھواں کشف حجاب حج کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھیں'' فرائض اسلام میں سے ایک مستقل فرض بیت اللہ کا حج ہے جو بندے پر عقل و بلوغ اور اسلام کے بعد صحت قدرت کی حالت میں فرض ہوتا ہے۔ حج کے ارکان، میقات سے احرام باندھنا، عرفات میں ٹھہرنا اور خانہ کعبہ کی زیارت وطواف وغیرہ۔ اس پر سب کا اجماع ہے صفا و مروہ کی سعی کے رکن ہونے میں

اختلاف ہے بغیر احرام کے حرم کے حدود میں داخل نہ ہونا چاہیے۔حرم کو اس لئے حرم کہا جاتا ہے کہ یہ مقام ابراہیم علیہ السلام ہے اور امن و حرمت (عزت) کی جگہ ہے۔

ظاہری حج کے ارکان اوپر درج ہوئے ۔ باطنی حج کے لئے بندے کو چاہیے کہ تمام لذتوں سے منہ موڑ کر راحتوں کو چھوڑ کر غیر کے ذکر کو چھوڑ کر۔معرفت کے ساتھ عرفات میں ٹھہرنا اور وہاں سے محبت کے ساتھ مزدلفہ میں آئے وہاں سے حق سبحانہٗ کے حرم کے طواف کے لئے حرص کے سنگریزوں کو منیٰ میں پھینکے اور نفس کو مجاہدہ کے مقام پر قربان کرے تا کہ مقام خلت حاصل ہو (اللہ سے محبت)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''حج کرنے والے خدا کے قاصد ہیں وہ جو مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے اور جو دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے''

لیکن جو مقام خلت (دوستی) کا طالب ہوتا ہے وہ صرف اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ایک بزرگ نے فرمایا حج کے لئے بندے گھر تو چھوڑتے ہیں۔مگر مشاہدہ حق طلب نہیں کرتے۔

مکہ مکرمہ کے راستے ہر قدم پر نیکی ملتی ہے اور جب حرم میں داخل

ہوتا ہے تو ہر قدم پر ایک خلعت پاتا ہے۔ جب بندہ مشاہدہ میں ہوتا ہے۔ اس کے لئے سارا جہاں حرم ہوجاتا ہے اور جب محجوب ہو تو حرم بھی تاریک جگہ ہوتی ہے۔ اصل حج خانہ کعبہ کا دیدار نہیں مشاہدہ حق ہے۔

مشاہدہ کا بیان

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''اپنے شکموں کو بھوکا رکھو، لالچ کو چھوڑ دو، جسموں کی زیبائش نہ کرو، خواہشوں کو کم کرو، دل و جگر کو پیاسا رکھو، دنیا سے کنارہ کشی کرو، تا کہ تمہارے دل اللہ کا مشاہدہ کریں''

نیز فرمایا ''تم خدا کی اس طرح عبادت کرو۔ گویا تم اس کا مشاہدہ کررہے ہو (دیکھ رہے ہو) اگر ایسا نہ کرسکو تو یوں سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''معرفت الٰہی دل کی زندگی ہے جو اللہ کے مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے (یعنی دل کی آنکھ سے)''۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں کسی چیز کو نہیں دیکھتا سوائے اس کے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ محبت الٰہی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق میں آنکھ کو کسی چیز کی طرف نہ پھیرا۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! تم مسلمانوں سے فرمادو کہ وہ اپنی آنکھیں بند رکھیں۔یعنی سر کی آنکھوں کو شہوتوں سے اور دل کی آنکھوں کو مخلوقات کی طرف دیکھنے سے جو شخص چشم سر کو مجاہدے کے اندر شہوت سے بند رکھتا ہے یقیناً وہ باطنی آنکھ سے حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے (سورۃ النور، آیت نمبر:30)

مشاہدہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنی چاہیے (جنت کے شوق میں نہ دوزخ کے ڈر سے)

کسی نے حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آپکی عمر کتنی ہے فرمایا چار سال۔پوچھا یہ کیسے فرمایا صرف چار سال سے مشاہدہ نصیب ہوا پہلی ستر (70) سال عمر میں مشاہدہ سے خالی رہا۔(یعنی غیبت میں) وہ زندگی نہیں۔

ایک بزرگ نے فرمایا دنیا میں کچھ بندے لگاتار مشاہدہ حق میں ہوتے ہیں۔

نواں کشفِ حجاب

صحبت اور اس کے آداب واحکام کے بیان ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ یعنی ان کی درستگی کرو''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''حسن ادب ایمان کا حصّہ ہے''

نیز فرمایا: ''میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا''

سبھی حسن ادب کو اچھا سمجھتے ہیں۔

طریقت میں حفظ ادب محبوب کی تعظیم سے حاصل ہوتی ہے جو تعظیم نہیں کرتا وہ مشاہدہ حق نہیں پا سکتا۔

ادب کی قسمیں:

یہ تین ہیں:

(1) توحید کا ہر حال میں ادب کرنا۔ ایک صاحب مشاہدہ میں کبھی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر نہ بیٹھے ایک اور صاحب بیس سال تک کھڑے رہے (سوائے نماز تشہد کے) مشاہدہ حق کے ادب کی وجہ سے۔ جلوت اور خلوت میں ادب ایک جیسا کرنا چاہیے۔

(2) ادب کی دوسری قسم یہ ہے کہ لوگوں سے مروّت سے پیش آئیں۔ بے ادبی نہ کرے ان سے سچ بولے کم کھائے (تاکہ طہارت گاہ میں زیادہ نہ بیٹھا رہے) کسی کی شرم گاہ نہ دیکھے۔

(3) ادب کی تیسری قسم یہ ہے لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ اور سنت کی حفاظت کرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: ''مسلمان بھائیوں کی محبت کو تین چیزیں پاکیزہ بناتی ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی سے ملے تو اسے سلام کرے، دوسرے یہ کہ اپنی مجلس میں اس کے لئے جگہ بنائے اور تیسرے یہ کہ اُسے اچھے القاب کے ساتھ یاد کرے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''تمام مسلمان ایک دسرے کے بھائی ہیں لہٰذا اپنے بھائیوں سے صلح وآشتی رکھو''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

''اپنے بھائی زیادہ بناؤ۔۔۔ اور ان کے حقوق میں حسن سلوک کر کے بھائی بناؤ۔ کیونکہ تمہارا رب حیی وکریم ہے وہ حیا فرماتا ہے کہ روزِ قیامت باہمی آداب و معاملات کی وجہ سے اپنے بندے پر اس کے بھائیوں کے درمیان عذاب فرمائے۔

اپنے بے علم اور بے ادب بھائی کو ادب و علم سکھاؤ ورنہ علم اور ادب نہ پھیلے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''آدمی اپنے دوست کے دین اور اس کے طور وطریق پر ہوتا ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ وہ دیکھے کس کے ساتھ دوستی رکھتا ہے؟''

ایک شخص خانہ کعبہ میں دعا مانگ رہا تھا۔اے خدا میرے دوستوں کی اصلاح فرما۔لوگوں نے پوچھا اپنے لئے دعا کیوں نہیں مانگتا۔ اس نے کہا کہ میں نے واپس اپنے دوستوں کے پاس جانا ہے اگر وہ اچھے ہوئے تو میں بھی اچھا ہونگا۔اگر وہ خراب ہوئے تو میں بھی خراب ہو جاؤں گا۔

؎ صحبت صالح تُرا صالح کنند
صحبت طالع تُرا طالع کنند

اچھے کی صحبت اچھا بنا دیتی ہے۔ بُرے کی صحبت بُرا بنا دیتی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے دور رہنا شروع کر دیا۔ اسے خواب آنے شروع ہو گئے کہ رات اسے اچھی سواری پر بیٹھا کر بہت اچھی جگہ پر لے جایا جاتا۔ وہاں

حسین و جمیل چہرے دیکھنے کو ملتے وہ بڑے غرور میں آ گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس گئے ۔ حالات معلوم کئے فرمایا آج رات جب جاؤ تو لاحول پڑھ لینا ۔ اس نے ایسا ہی کیا اس کی سواری بھی گئی کوڑے کے ڈھیر پر پڑا تھا۔ توبہ کی اور اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھنے لگا۔

صحبت کے شرائط یہ ہیں کہ بڑوں کا ادب کرے، چھوٹوں سے شفقت کرے، برابر والوں کے ساتھ انصاف کرے، (ان کے ساتھ نیکی کرے لیکن ان سے نیکی کی توقع نہ کرے بے لوث بھلائی کرے)۔

آداب کی حقیقت

اچھی خصلتوں والا ہی ادیب ہوتا ہے۔ علم والا ادیب نہیں ادب والا ادیب ہوتا ہے۔

علم تصوف میں ادب کے معنی یہ ہیں کہ نیک اعمال پر قائم رہنا (ظاہر میں اور باطن میں)

مسافر کی اچھی طرح خدمت کریں (اپنی حیثیت کے مطابق) اگر وہ زیادہ کھانے اور پینے کی چیزیں مانگے تو اسے بازار کا رستہ دکھائیں۔ وہ مسافر نہیں بلکہ لالچی ہے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم تین دوست ایک بزرگ سے ملنے گئے ۔ ہر ایک نے ملنے کی بابت بتایا ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں تو فلاں بزرگ کے اشعار لینے جارہا ہوں۔ دوسرے نے کہا میں نے تو تلی پر دم کرانا ہے۔ تیسرے نے کہا میں نے تو صالونی حلوا کھانا ہے۔ (کوئی اعلیٰ قسم کا حلوہ) جب ہم حاضر ہوئے تو بزرگ میرے وہ اشعار لئے بیٹھے تھے۔ دوسرے کی تلی پر دم کر دیا۔ تیسرے سے کہا بہتر ہے تم بازار جاؤ اور صالونی حلوا کھاؤ۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ گھر والوں نے شکائت کی کہ تمہارا دوست تو نہ دن کو کچھ کھاتا ہے نہ رات کو سوتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کھانا لانے کو کہا اور اپنے دوست سے کہا کہ کھاؤ۔ پھر رات کو سونے کے لئے کہا۔ فرمایا تمہارے اوپر تیرے خدا کا حق ہے، جسم کا حق ہے، بیوی بچوں کا حق ہے، سب حق ادا کرو۔ دوسرے دن ابوذر رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بھی تم سے وہی کہتا ہوں جو کل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے تم سے کہا تھا۔

یہ اصل قاعدہ ہے اس قاعدے پر جو کچھ تم کرو گے صحیح ہوگا۔ داتا

صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی زمانہ میں میں قرض لے کر بھی بندگان خدا کی خدمت کرتا تھا۔ کافی سارا قرضہ سر پر چڑھ گیا۔ ایک بزرگ نے فرمایا اس سے فارغ ہو جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاؤ گے۔ اپنی حیثیت سے زیادہ لوگوں کی خدمت نہ کرو۔ میں نے ان کی بات مان لی۔

سامانِ سفر

جب سفر پر جاؤ تو صرف ضروری سامان ساتھ لے جاؤ ایک بزرگ کسی دوسرے بزرگ سے ملنے گئے۔ وہ شاہانہ لباس میں تھے میں بوسیدہ گڈری میں۔ میں نے سوچا درویشی ایسی تو نہیں ہونی چاہئے۔ وہ بزرگ میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہاں لکھا ہوا ہے اچھا لباس نہ پہنو۔ میں مشاہدہ میں ہوں تو ابھی مجاہدہ میں۔ اس لحاظ سے لباس میں فرق ہے۔ درویش وہی ہے جس کا مقام فناء ہو جائے اور اپنے کو دیکھنے سے گزر جائے۔ لباس نہ دیکھے دل کی صفائی دیکھے۔ دل صاف کرے کہ حقیقت حال کھلے۔

مسافر کو چاہیے لوگوں کے سامنے زیادہ حکایات وروایات بیان نہ کرے۔ یہ غرور ہے۔ اس سے بچے ضرورت کی بات کرے دکھاوا نہ کرے۔

غیبت نہ کرے۔ضرورت کے مطابق کھاؤ جس سے زندہ رہ سکو ورنہ زیادہ کھانے سے شہوت پیدا ہوگی زیادہ کھانے سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا اگر فرعون بھوکا رہتا تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا اگر قارون بھوکا رہتا تو سرکش نہ ہوتا۔

سب سے بڑا وہ شخص ہے جو اکیلا نہ کھائے ، غلام کو نہ مارے اور خیرات سے نہ رُکا رہے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد فرماتے ہیں کہ اس مدعی پر تعجب کرتا ہوں جو کہتا ہے کہ میں تارک دنیا ہوں اور حال یہ ہے کہ کھانے کی فکر میں رہتا ہے۔

کسی درویش کی دعوت رد نہ کرے دنیا دار کی دعوت قبول نہ کرے نہ اس کے گھر جائے نہ اس سے کچھ مانگے دنیا دار وہ ہے جو درویشی کا منکر ہو۔ جو دیا جائے اسے کھائے ۔ پلیٹ میں اتنا ڈالو جو کھا سکو۔کھانا چھوڑنا ذلت وکمینگی ہے۔

چلنے کے آداب

زمین پر تواضع سے چلو جب قدم اُٹھائے کہ یہ اللہ کی دی ہوئی

طاقت سے ہے۔ اگر خیال اپنی طرف ہوتو توبہ کرے۔ چلو تو اللہ کے لئے چلو۔ ورنہ حساب دینا ہوگا۔ لوگوں سے آگے بڑھ کر چلنا تکبر ہے لوگوں سے بہت پیچھے بھی نہ رہے یہ ریا ہے۔

سونے کے آداب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو شخص باوضو سوئے اللہ تعالیٰ اس کی روح کو اجازت فرماتا ہے کہ وہ عرش کا طواف کرے اور وہاں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے۔

نیند غلبہ کرے تو سوؤ۔

جو شخص بیداری میں اپنے کاموں کو درست رکھتا ہے اسے نیند سے کوئی خطرہ نہیں نہ موت سے۔

سکوت وکلام کے آداب

معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اچھی بات کہنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی توحید کا اقرار اللہ کی حمد وثناء اور لوگوں کو تبلیغ کرنا۔ گویائی اللہ کی نعمت ہے۔

''بے وجہ بے فائدہ بولنا نقصان دہ ہے۔ بات حق ہو تو بات کرو ورنہ خاموش رہو نعمتوں کا چرچہ کرنا جائز ہے'' (سورۃ الضحیٰ، آیت نمبر: 11)

سوال کے آداب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’لوگوں سے گڑ گڑا کر سوال نہ کرو جب کوئی سوال کرے تو منع نہ کرے‘‘۔(سورۃ البقرہ، آیت نمبر: 273)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رب نے فرمایا: ’’سوالی کو نہ جھڑکو‘‘ (سورۃ الضحیٰ)

صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگا کرتے سوال کرتے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ تین باتوں کے لئے سوال جائز ہے۔

(1) درویش مانگ لے روٹی وغیرہ، کہ دل جمعی کے ساتھ عبادت کرے۔

(2) مانگے کہ نفس ذلیل وخوار ہو۔ تکبر ختم ہو۔

(3) سوال لوگوں سے کرے اور نظر اللہ تعالیٰ پر ہو۔ کہ وہی کارساز ہے۔

ضرورت سے زیادہ کے لئے سوال نہ کرے۔

نکاح اور مجرد رہنے کے آداب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح میری سنت ہے۔ جس کو نکاح سے رغبت نہیں وہ مجھ سے نہیں۔ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ ہلکے لوگ نجات پا گئے اور بوجھ والے ہلاک ہو گئے (یعنی شادی نہ کرنے

والے بچوں سے فارغ لوگ اچھے رہے)۔

نیز یہ بھی فرمایا دیکھو اکیلے لوگ تم پر سبقت لے گئے۔

دسواں کشف

مشائخ کے کلام

مشائخ نے تصوف کے بارے میں کچھ اصطلاح بنائی ہیں یہ سمجھانے کے لئے ہوتی ہیں۔ان کا بیان نیچے درج ہے۔

حال وقت اوران میں فرق:

وقت اسے کہتے ہیں کہ بندہ اس کے سبب اپنے ماضی و مستقبل سے فارغ ہوجائے (یعنی جو کرنا ہے ابھی کرو ورنہ وقت ضائع ہوجائیگا)

حال وہ کیفیت ہے جو وقت میں حاصل ہوتی ہے۔ جو وقت کو مزین کرتی ہے۔اسے مفید کرتی ہے۔حال وقت سے ہی حاصل ہوتا ہے حال بیان نہیں ہوسکتا۔لیکن جب حال حاصل ہوتا ہے تو دل سے (سوائے حق کے) سب کچھ فناء ہوجاتا ہے۔

مقام وتمکین اوران کا فرق:

طالب کا صدق نیت اور مجاہدہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے پر قائم رہنا مقام ہے۔مقام بدلتے رہتے ہیں۔ جیسے توبہ، زہد،

تسلیم رضا، انابت، حزن وملال، امید رجا، خوف اور ذکر جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر کے اپنی نعمتیں تم پر مکمل کر دیں۔(سورۃ المائدہ، آیت نمبر:3)

تمکین:

طالب کا اعلیٰ منزل میں پہنچے کا نام تمکین ہے مقام شروع والوں کے ہوتے ہیں تمکین انتہا والوں کا مقام ہے یہ بارگاہ قدس میں جا کر حاصل ہوتا ہے۔

محاصرہ ومکاشفہ:

محاصرہ مجاہدہ کے مقامات ہیں اور مکاشفہ مشاہدہ ہوتا ہے۔

قبض وبسط اوران کا فرق:

قبض وبسط احوال کی دو حالتیں ہیں۔ بندہ نہ اس کے آنے پر قادر ہے نہ اس کے جانے پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''قبض وبسط میرے ہی قبضہ واختیار میں ہے'' (سورۃ البقرہ، آیت نمبر:245)

قبض میں بندہ حجاب میں ہوتا ہے۔ جب حجاب اُٹھ جائے اسے بسط کہتے ہیں۔ قبض میں مجاہدہ ہے اور بسطہ میں مشاہدہ۔

انس وہیبت اوران کا فرق:

یہ سالکانِ راہِ حق کے دو حال ہیں ۔ جب حق تعالیٰ بندے کے دل پر مشاہدہ جلال سے تجلی فرماتا ہے۔تو اس وقت اس کے دل پر ہیبت طاری (خوف) ہوتا ہے اور جب مشاہدہ جمال سے تجلی فرماتا ہے تو اس کے دل پہ محبت وانس کا غلبہ ہوتا ہے (خوش ہونا)

قہر ولطف اوران کا فرق:

قہر سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے تائید میں اپنی مرادوں کو فناء کرنا۔نفس کی خواہشات سے نفس کو محفوظ رکھنا۔

لطف سے مراد حق تعالیٰ کی تائید سے مشاہدہ کا حاصل ہونا یہی حال کی انتہا ہے۔بہتر وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ رکھے۔

نفی اثبات اوران کا فرق:

بشریت مذموم صفات (گندے) کی نفی کو فناء کہتے ہیں یہ نفس کا مٹ جانا ہے اچھے خصائل محمودہ حاصل ہوجائیں اسے اثبات کہتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہوتا ہے۔

مسامرہ ومحادثہ اوران کا فرق:

محادثہ وہ حالت ہے جس میں جہاں زبان کو خاموش رکھا جاتا ہے مسامرہ باطنی واردات کے چھپانے پر خوش رہنا ہے۔

علم الیقین عین الیقین اورحق الیقین اوران کا فرق:

جیسے ایک سمندر لفظ ہے وہ علم الیقین ہے۔

ان کے کنارے پر پہنچنا اور دیکھنا عین الیقین ہے اور سمندر میں چھلانگ لگانا حق الیقین ہے دوسرے لفظوں علم الیقین مجاہدہ ہے عین الیقین محبت ہے۔اورحق الیقین مشاہدہ ہے۔

علم ومعرفت اوران کا فرق:

اللہ تعالیٰ ہے یہ علم ہےاور جو مشاہدہ کرے وہ معرفت ہے۔

عالم اپنی ذات کے ساتھ قائم ہے اور عارف اپنے رب کے ساتھ۔

شریعت وحقیقت اوران کا فرق:

ظاہری حال کی صحت کوشریعت کہتے ہیں اور باطن حال کوسنوارنا حقیقت ہے۔شریعت بندے کا فعل ہےاور حقیقت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ شریعت بغیر حقیقت کے قائم نہیں رہ سکتی ہے۔اسی طرح حقیقت کے بغیر شریعت حاصل نہیں ہوتی ۔دونوں لازم وملزوم ہیں۔شریعت کے بغیر حقیقت ریا ہے (دکھاوا ہے)اور حقیقت بغیر شریعت کے نفاق ہے۔ شریعت مجاہدہ ہےاور ہدایت اس کی حقیقت ہے شریعت ظاہری احکام کی

حفاظت کرنا ہے اور حقیقت عطار بانی ہے۔

گیارہواں کشف حجاب

سماع اور اس کے انواع:

سماع یعنی سننا ایک بڑی طاقت ہے قرآن شریف سن کر کئی لوگ مر گئے کئی بے ہوش ہو گئے۔ اکثر ایمان لے آئے (تقاریر و وعظ وغیرہ) سننے کے نتیجہ میں لوگ راہِ راست پر آتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو قرآن مجید سن کر اس پر ایمان لاتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ خدا کا ذکر دلوں کا اطمینان ہوتا ہے۔

''دوزخی لوگ کہیں گے کاش! ہم قرآن سنتے اور اس پر عمل کرتے تو دوزخ میں نہ ہوتے'' یہ سماع ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن سننا پسند کرتے۔ قرآن سننے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی خوش خبری دی فرمایا وہ لوگوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

اچھے شعر سننا مباح ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اشعار پڑھتے اور اشعار سنتے تھے۔ بلاشبہ بعض اشعار میں حکمت ہے نثر کی بجائے شعر میں کہیں زیادہ اثر ہوتا ہے اس لئے نثر بھی حلال اور شعر بھی حلال ہے۔

(اگر اچھے ہوں)

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص سماع شعر کو مطلق حلال اور جائز سمجھتا ہے بے دینی میں مبتلا ہے۔ جب سماع سے اچھا اثر ہو تو حلال ہے جب بُرا اثر ہو تو حرام ہے۔ بعض سماع حلال ہے اگر حلال نہ ہوتا تو صوفی لوگ سماع نہ کرتے۔

خوش الحانی اور ترنم کا سماع:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پڑھنے میں اپنی آوازوں کو سنوارو'' نیز یہ بھی فرمایا جو شخص داؤد علیہ السلام کی آواز سننا چاہے وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی آواز کو سنے احادیث جس میں ہے کہ بہشت میں جنتیوں کو بھی سماع حاصل ہوگا۔ خوش الحانی سے جانور بھی متاثر ہوتے ہیں اس طرح چھوٹے بچوں کو لوری سے نیند آ جاتی ہے۔

فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کھیل کود کے اسباب نہ ہوں اور سماع سے بدکاری کا خیال پیدا نہ ہو۔ تو سماع کا سننا مباح ہے جس سے اعمال میں فوائد حاصل ہوں جو سماع دل میں بہتر اثر کرتی ہے تو یہ حلال ہے اگر حرام کی طرف مائل ہونے کا سبب ہے تو حرام ہے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد فرماتے ہیں: ''سماع

عاجز لوگوں کا سفر خرچ ہے۔ پس جو منزل پر پہنچ گئے انہیں سماع کی حاجت نہیں'' جب مشاہدہ ہو گیا سماع کی ضرورت نہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز بہت اچھی تھی۔ وہ جب مجلس کرتے تو بندوں، چرند پرند حتیٰ کہ درخت تک کو اثر ہوتا ہے۔ ان کے مقابلہ میں شیطان نے سازوں کے ساتھ سماع کی محفل کرتا۔ سازوں والی سماع اسی وجہ سے شروع ہوئی۔

وجد، وجود اور تواجد کے مراتب:

وجد کے معنی غم اور وجود کے معنی پانے کے ہیں۔ طریقت کے نزدیک وجد اور وجود ان دو حالتوں کا اثبات ہے۔ جو سماع میں ظاہر ہوتے ہیں ایک غم دوسرا حصول مراد کی کامیابی کی حالت کا اظہار کرنا ہے۔ ان کی کیفیت لفظوں میں نہیں لکھی جاسکتی بحالت وجد، تواجد تکلف ہے تواجد یہ ہے کہ حق کے انعام وشواہد کو دل پر پیش کرنا۔

رقص:

واضح ہو کہ شریعت وحقیقت دونوں میں رقص کی کوئی اصل نہیں ہے اور تمام عقلاء کا اتفاق ہے کہ لہو وکھیل ہے خواہ بکوشش ہو خواہ بیہودگی سے ہو لغو وباطل ہے۔ کوئی ایک بزرگ بھی اسے پسند نہیں کرتا نہ اس میں کسی نے غلو کیا ہے۔ بہر حال نوعمروں کو دیکھنا اور ان کی صحبت کرنا منع اور

جائز رکھنے والا کافر ہے۔

کپڑے پھاڑنا:

اگرچہ طریقت میں کپڑے پھاڑنا کی کوئی وجہ نہیں۔ سواءاس کے جو حال میں مغلوب ہوجائے (ہوش نہ رہے) وہ معذور ہے۔

آداب سماع:

جب ضرورت نہ ہوتو سماع نہ کرے۔ اسے عادت نہ بنائے لیکن کبھی کبھی سماع کرے تاکہ اس کی عادت دل سے نہ جائے۔ لازم ہے کہ سماع کے وقت کوئی مرشد مجلس میں موجود ہو اور یہ کہ مقام سماع عوام سے خالی ہو اور یہ کہ قوال صاحب عزت ہوں۔ دل مشاغل سے خالی ہو لہو و کھیل سے نفرت کرنے والا ہو اور جب سماع کی ظاہر قوت نہ ہو نہ سنے جب سماع کی قوت ظاہر ہو تو یہ شرط نہیں ہے۔ اگر وہ ہلائے تو ہلے اور ساکن رکھے تو ساکن رہے۔ لازم ہے نوخیز لڑکوں کو درمیان میں نہ بٹھائیں۔

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم اور کرم سے اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی سے کام چودہ (14) دن میں ختم ہوا

24-04-2018

حوالہ کشف المحجوب: ترجمہ: علامہ معین الدین نعیمی اشرفی، گوہر پبلی کیشنز (لاہور)